لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ | کلکتہ : یکشنبہ ۸ سپتمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ | کلکتہ : یکشنبہ ۸ سپتمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرس

شـذرات	۱
الهلال کي پولیٹکل تعلیم کي نسبت ایک خط	۴
مسلم یونیورسٹي کمیٹي	۹
نامورانِ غزوهٔ طرابلس (ادهم پاشا)	۱۵
کارزار طرابلس	۱۶

تصـــاویـــر

ادهم پاشا (کمانڈر طبروق)	۱۵
اتالین درندوں کا غول جو شہر کے عربوں کو اپنے اندر لیے ہوئے جارہا ہے تاکہ ساحلي میدانوں میں جمع کرکے گولیوں سے ہلاک کردے	۱۶

شذرات

معزز معاصر (پیسہ اخبار) شاکي ہے کہ مجوزہ یونیورسٹي کے ایکٹ کا مسودہ (کامزید) کے ساتھہ کیوں شائع ہوا ' اور اگر بحیثیت ایک اخبار کے اسکو بہیجا گیا تھا ' تو کیوں نہیں اور اخباروں کو بھي بہیجا گیا ؟

ہمارے معاصر کو معلوم نہیں کہ اگر کامزید اسے شائع نہ کرتا تو نہیں معلوم اب بھي کب تک پبلک کو اسکي زیارت نصیب نہ ہوتي - یونیورسٹي کي تحریک پر دو عیدین گذر گئیں تاہم تیسري عید الفطر کے چاند سے پہلے اس عہد کا چاند نظر آگیا -

ہم تو اسے کامزید کا احسان سمجھتے ہیں کہ نہیں معلوم کتنے اصرار و مواعید کے بعد اس نے خود چھاپ کر اور تمام زحمت اپنے سر لیکر شائع کردیا ہے ' پیسہ اخبار کو شکایت کیوں ہے ؟

اوالتي شکایتیں ہوئیں ' احسان تو گیا

رهي اردو ترجمہ کے ساتھہ نہونے کي شکایت ' تو کامزید کے فرائض میں تو یہ داخل نہ تھا ' علي گڈہ گزٹ میں اسکا اردو ترجمہ مسلسل چھپ رہا ہے - بہتر ہوگا کہ پیسہ اخبار ' زمیندار اور وکیل وغیرہ کثیر الاشاعت معاصرین بھي اسکو مسلسل اپنے اپنے اخباروں میں چھاپدیں ' تاکہ تمام قوم کو اسپر غور کرنے اور اپني راے دینے کا موقعہ ملے -

علي گڈہ گزٹ اپنے ترجمے کو بشکل رسالہ چھاپکر مشتہر کردے تو یہ بھي مفید ہوگا -

---

دهلي سے ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں :

" آپ جو کچھہ لکھہ رہے ہیں میں اس سے بالکل متفق ہوں مگر یہ تو ٹھیک نہیں کہ اب آپ نے سید امیر علي صاحب پر بھي اعتراضات شروع کردیے "

لیکن ہم کو نہیں معلوم کہ ہم نے آنریبل سید امیر علي صاحب کي نسبت ہم نے کوئی اعتراض کیا ہے ' البتہ کسي پچھلي اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ لکھا تھا ' لیکن اسکا مطلب شاید ہمارے احباب سمجھے نہیں - مقصود یہ تھا کہ لیگ کے دهلي کے اجلاس کیلیے اگر بلانا تھا اور بلایا - اسکے یہ پرائیویٹ طور پر جزئیات سفر کا انتظام کردیتي ' لیکن مصارف سفر کیلئے ایک پبلک چندے کي فہرست کھولدي - یہ کسي معیوب اور بڑے آدمیوں کے درجے سے گري ہوئي بات تھي ' کانگریس بھي اپنے پریسیڈنٹوں کو زیادہ دیکر انکا احسان بھیجتي

ہے - کسی کو بلاتی ہے' تو اسکے مصارف سفر کا بھی انتظام کرتی ہے - لیکن اسطرح دو دو پاؤنڈ کے چندے تو اخباروں میں نہیں چھپتے - پھر لطف کی بات یہ ہے کہ عام چندے کی کارروائی کرنے کے بعد بھی مقصد حاصل نہیں ہوا اور جو کچھ ہوا وہ واقف کارونکو معلوم ہے -

ہم کو خوف ہوا کہ خدانخواستہ اشتعال بھی ایسا ہو - باقی رہی سید صاحب ممدوح کی اسلامی خدمات' تو تمام مسلمانوں کی طرح ہمکو بھی مسلم ہیں' اور انکے دہرانے کی ضرورت نہیں - آپ لوگ تو اسپر خوش ہونگے کہ وہ لارڈ مارلے کے سامنے ایک کریڈ ڈیپوٹیشن لیکر گئے' اور مسلم لیگ کے قیام میں شریک غالب رہے - لیکن ہماری نظر میں تو انکی وقعت کی تصویر اس سے بلند تر جگہ پر آویزاں ہے - ہم تو انکی بڑی تعریف اسمیں سمجھتے ہیں کہ مدۃ العمر علی گڈہ کی تحریک سے الگ رہکر اپنے علمی اشغال میں مصروف رہے' اور (سید صاحب) کا عہد اولین بھی انکو مرعوب نہ کرسکا - اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ برخلاف مسلمان لیڈروں کی " مسلمہ پالیسی " کے جنگ طرابلس کے موقعہ وہ چپ نہ رہسکے' اور نہایت پرجوش غیرت کے ساتھ اپنی صدا بلند کی -

شئون عثمانیہ

— * —

بلغاریا

بلغاریا بدستور لڑائی کیلئے مضطرب ہے - ۴ ستمبر کو ریوٹر خبر دیتا ہے کہ رعایا نے جنگ کیلئے شورش برپا کر رکھی ہے اور عجب نہیں کہ وزارت کو مجبوراً انکی خواہشوں کے مطابق کام کرنا پڑے - اگر بلغاریا جنگ کیلئے بے چین ہے تو آل عثمان کی تلوار بھی نیام میں پڑی رہنے کی زیادہ خواہشمند نہیں - مگر مشکل یہ ہے کہ یورپ اسکو نہ باہر نکلنے اور نہ اندر رہنے دیتا ہے -

موجودہ پیچیدگیاں فی الحقیقت تمام بلقانی ریاستوں کی ایک متحدہ سازش ہیں - ۷ ستمبر کو سینٹ پیٹرزبرگ سے جو خبریں آئی ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ سرویا اور یونان بھی بلغاریا کا ساتھ دینے کیلئے طیار ہیں -

لیکن اسی تاریخ کو سوفیا سے جو تار آیا ہے اسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ شاہ بلغاریا صلح و آشتی کی پالیسی کا اعلان کرتا ہے - اس نے جنگ کے حامیوں کو سمجھایا ہے کہ گورنمنٹ کی مالی حالت اچھی ہے مگر اسکا ارادہ جنگ میں پڑنے کا نہیں -

یمن

پچھلے ہفتے یمن کی جس تازہ بغاوت کی خبریں آئی تھیں انکی اب مزید تفصیل یہ آئی ہے کہ ۲۲ اگست کی لڑائی میں مہدی اسیر کی طرف سے ۸۰۰۰ باغی جنگ میں شریک تھے' لیکن شکست کھاکر چلدیے - ۱۰۰ سے زیادہ باغی ہلاک اور زخمی ہوے اور ترکوں کے ۴۷ - اور ۸۹ -

باغیوں کے طریق جنگ سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ سب (اطالی) کی تعلیم کا نتیجہ تھا -

بلغاریا، یونان اور ترکی

ترکی کیلئے جو نیا جال بچھایا گیا ہے اسکے نئے نئے گوشے اب نمایاں ہو رہے ہیں - ۷ ستمبر کو ریوٹر خبر دیتا ہے کہ ترکیہ اور یونان کی سرحدی جنگ کا بھی آغاز ہوگیا جسمیں ترکونکے سات آدمی شہید اور ۱۳ - زخمی ہوے -

تار عنکبوت

حکیم (سیوان) نے حکومتوں اور قوموں کے باہمی قول و قرار اور معاہدونکی کتنی اچھی مثال دی ہے - جبکہ وہ کہتا ہے کہ یہ مکڑی کا جالا ہیں' جو اپنے سے قوی کی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن ضعیف ملے تو اولجھا بھی لیتا ہے -

یورپ کے معاہدوں کا یہی حال ہے - حال میں جس وقت فرانس اور روس میں بحری معاہدہ ہو رہا تھا تو (ایکو ڈی پیرس) کے نائب نے (پرنس لائی وان) روسی عملۂ بحری کے افسر سے ملکر پوچھا :

" کیا روسی حکمت عملی اس میں کامیاب ہو سکے گی کہ (درۂ دانیال) سے بلاتعرض اپنے جنگی بیڑے کی آمد و رفت جاری رکھے ؟ "

(پرنس) نے جواب میں میں کہا :

" تم بھی عجیب آدمی ہو' اس کاغذی عہد و پیمان سے ہوتا کیا ہے ؟ جسکا ابنائے پر قبضہ ہوگا وہ ضرور اپنے اغراض کے مطابق کار بند ہوگا - قوت ہی سب سے بڑا حاکم ہے - وہی وقت پر بتلادے گا کہ یوں کرو' اور یوں نکرو - "

مصر کی حزب الوطنی کے مصائب

(لارڈ کچنر) کے تقرر نے مصر کے باہر طرابلس میں بھی اپنی ضرورت ثابت کردی' اور مصر کے اندر بھی -

خدیو مصر اور لارڈ کچنر کے قتل کی بیان کردہ سازش میں ۱۸ برس کے لڑکونکو پندرہ پندرہ برس کی با مشقت قید کی سزائیں مل چکیں - لیکن اسکے بعد پھر گمنام اشتہارات مصر کی سڑکوں پر چسپاں پاے گئے اور انکی جستجو میں پولیس مصروف ہوگئی - معلوم ہوا کہ حزب الوطنی کے نئے مرکز (قسطنطنیہ) سے چھاپکر بھیجے گئے ہیں -

پچھلے دنوں جب (فرید بک) پریسیڈنٹ حزب الوطنی اور (شیخ عبد العزیز چاویش) ایڈیٹر (العلم) پر گورنمنٹ مصر نے مقدمات قائم کئے' تو دونوں پوشیدہ یکے بعد دیگرے ترکی چلے گئے اور وہانسے (الہلال العثمانی) روزانہ اخبار ترکی اور عربی میں جاری کیا - فرید بک گو یورپ چلے گئے مگر انہوں نے بھی ایک مستقل و وقیع اخبار (سائیکل) کی حمایت حاصل کرکے انگلستان کی مصری پالیسی پر نہایت ہنگامہ خیز مضامین لکھنا شروع کردیے -

اس ہفتے کی نہایت تعجب انگیز خبر ہے کہ مصری گورنمنٹ نے قسطنطنیہ میں دفتر الہلال کی تلاشی لی اور مفید مطلب

کاغذات حاصل کرکے (شیخ عبد العزیز) کو گرفتار کر لیا - تعجب ہے کہ عثمانی گورنمنٹ نے کیونکر اسکو جائز رکہا کہ اسکے سامنے میں ایک پناہگیر وطن پرست بلا روک کے قید کرلیا جاے - جنیوا میں جو برسوں سے وطن پرستوں کا ماوا وملجا ہے - ہر ملک کے ازادي خواہ جمع ہوتے رہے لیکن کبہی اس نے گوارا نہیں کیا کہ انکی حکومتوں کو انپر قبضہ حاصل کرنے کا موقع دیا جاے -

اس سے بہی زیادہ تعجب انگیز خبر کا یہ حصہ ہے کہ (طنین) نے اس تساہل کی مخالفت کی تہی ' اس جرم میں اسکی اشاعت روکدی گئی -

قاہرے میں بہی دارو گیر کا سلسلہ قایم ہے - پچہلے واقعہ میں (علی فہمی کامل) بچکر نکل گئے تہے - لیکن اب (اللوا) کی اشاعت بند کردی گئی - چار نئے شخصوں کو بجرم سازش گرفتار بہی کیا گیا ہے -

لارڈ کچنر کے تقرر پر جن لوگوں نے ہاوس اف کامنس میں اعتراض کیا تہا - غالباً اب انکی تشفی ہوگئی ہوگی کہ ایک فوجی افسر کو ملکی عہدے پر بہیجنے کی کس درجہ ضرورت تہی ؟

مسٹر چرچل نے (نیول ورت) کی بحث میں بیان کیا تہا کہ اسکندریہ میں تار پیڈو کشتیونکی ایک نئی ایستگاہ بنائی جائیگی اسپر مصر کی وطنی جماعتوں میں سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہم نے الہلال کی پچہلی اشاعت کے آخری کالموں میں لکہا تہا کہ جلسے منعقد کرکے اعتراضی رزولیوشن پاس کیے جا رہے ہیں (اللوا) نے ایک سلسلہ اُن تارونکا شروع کردیا تہا جنمیں اس تجویز پر ناراضگی ظاہر کی جاتی تہی - اب بیان کیا گیا ہے کہ (اللوا) کے بند کردینے کیلئے ایک بڑا الزام ان تارونکی اشاعت کو قرار دیا ہے کہ یہ محض (ابراہیم) اور (محمد) کے فرضی ناموں سے شائع کیے گئے اور بالکل اختراعی تہے ' ورنہ ملک میں کسی اصلی ناراضگی اور جوش کا وجود نہیں - اگر ایسا ہوتا تو " ذي اثر لوکل شامي پریس " بہی مخالفت کرتا " ذي اثر شامي پریس " سے غالباً (المقطم) مراد ہے جو قاہرے سے شایع ہوتا ہے - ہم اس شہادت کو ضرور اسکا درجہ دیدیتے ' لیکن جب دیکہتے ہیں کہ (المقطم) شام کے عیسائی اجانب پرستوں کا ارگن ' اور انگریزی سرپرستی میں شایع ہوتا ہے تو اس شہادت کی قیمت ظاہر ہوجاتی ہے -

بہرحال ان حالات کے متعلق مصری ڈاک کا انتظار کرنا چاہئے -

غازی (انور بے) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمالیں ' صرف چند کاپیاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴ آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبرونکا مجموعہ مع تصویر (انور بے) جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بہیجا جاسکتا ہے -

مغرب اقصی

یکم ستمبر کو طنجہ کی ایک خبر سے ظاہر ہوا تہا کہ (الحبا) نے فرانسیسی قیدیوں کو رہا کردیا اور وہ پہر (الغلوي) کے پاس آگئے ہیں لیکن اسکے بعد اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی اسی تاریخ کی تار برقی ہے کہ کرنیل منگن نے جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے (الحبا) کی فوج سے مقابلہ کیا اور انہیں سخت نقصان اٹہا کر پسپا ہونا پڑا -

مراکو میں اس وقت گو ۵۸ ہزار فرانسیسی فوج موجود ہے جسمیں ۴۶ ہزار نصف مغربی حصے میں ہے ' لیکن یہ پوری فوجی قوت نئی دفاعی تحریک کے آگے بالکل بے دست و پا ثابت ہورہی ہے -

فرانس کے موجودہ اضطراب میں اسکے توقعات کی ناگہانی ناکامی بہی پوشیدہ ہے ' پچہلے فوجی غلبے کے بعد پورے وثوق کے ساتہہ یقین کرلیا گیا تہا کہ اب مراکو کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے صاف ہوگیا ہے - گو جنوب ہی طرف قبائل کا اجتماع اور نئے مدعی تخت کے نقل و حرکت کی خبریں برابر آرہی تہیں ' اور گو لنڈن ٹائمس کے نامہ نگار نے انکو اہمیت دی ہو ' لیکن فرانس کے اندر تو کبہی بہی اہمیت نہیں دی گئی

۵ اگست کو طنجہ سے جو خبریں آئی ہیں ' انمیں فرانسیسی قیدیوں کی طرف سے ایک گونہ بے پروائی ظاہر کی گئی ہے کہ خواہ انکے ساتہہ کیسا ہی سلوک کیا جائے ' مگر اب مراکو پر حملہ کردینا چاہئے مگر آج ۲ - کی تار برقیوں میں پہر قیدیونکے لئے ہر فرانسیسی قلب میں محبت جوش زن نظر آتی ہے - ریوٹر کہتا ہے کہ قیدیونکی فکر نے یہاں عام اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور سخت قلق و اندوہ میں گرفتار ہیں کہ قیدیوں کی طرف سے کوئی خبر نہیں ملتی - صرف ایک قیدی کی چٹہی ملی ہے کہ جلد ہمارے مدد کیلئے فوج بہیجو -

---

اشاعت اسلام کے ہنگاموں میں جو عرصے سے قومی تحریکوں کا ایک رسمی جزو بن گئے ہیں ' اگر اسطرف کوئی واقعی مفید اور نتیجہ خیز واقعہ ہوا ہے تو وہ جناب (خواجہ کمال الدین صاحب) بی اے وکیل لاہور کا سفر انگلستان ہے جسکی خبر الہلال کی اشاعت سے پہلے ناظرین تک پہنچ چکی ہوگی - خواجہ صاحب سے اس بارے میں ہمیں بڑے بڑے توقعات ہیں ' خدا تعالی انکی اس سعی عظیم کو مشکور فرماے - اس راہ میں علم و فضل سے بہی بڑہکر جس شے کی ضرورت ہے - وہ سچی دینی روح ' اور مذہبی استغراق ہے - اور یہ ایسی جنس کمیاب ہے جو صرف نئے طبقے ہی میں نہیں ' بلکہ ان علما میں بہی - جو آج مذہب کے نام سے اپنی گئی گذری عزت سنبہالے ہوے ہیں - کالمعدوم ہے - خواجہ صاحب کی نسبت جو توقعات ہمارے دل میں ہیں ' وہ صرف اسلئے ہیں کہ ہمارے عقیدے میں انکا وجود مذہبی زندگی اور دینی استغراق کا ایک سچا نمونہ ہے

الهلال

٨ ستمبر ١٩١٢

— * —

الهـلال کے مقاصد اور

پولیٹـکل تعلیم

کي نسبت ایک خط ' اور اسـکا جواب

— * —

اس هفتے همارا اراده تها که اس موضوع پر کچهه لکهیں گے ' لیکن ایک بزرگ دوست کي تحریر نے اور زیاده ضرورت پیدا کردي - وه لکهـتے هیں :

" .... اِن سات نمبـروں کو بغیر ایک حرف چهوڑے هوے پڑهه لینے کے بعد بهي صاف صاف معلوم نہیں هوتا که آپ قوم کو کس قسم کي پولیٹـکل تعلیم دینا چاهتے هیں ؟ ایک بہت بڑا بنیادي اصول جو آپکا معلوم هوتا ہے - اور اُسي نے آپکي بے انتہا عزت میرے دل میں پیدا کردي ہے - یه ہے که آپ مسـلمانوں کے تمام امراض کا علاج مذهب اور قران کو سمجهـتے هیں ' اور چاهتے هیں که ان میں اسـلام کي اصلي نه که رسـمي روح پیدا کي جاے - اِس اصول کو اور بهي بہت سے لوگ جانتے اور کہـتے هیں مگر سچ یه ہے که آپسے بڑهکر اسکو کوئي عمل میں نہیں لا سـکتا - ابهي صرف چند تحریریں هي آپکي نکلي هیں لیکن انهیں سے ثابت هوتا ہے که آپکي نظر قران مجید اور اسکے حقائق و معارف پر کیسي وسـیع اور گہري ہے ؟ لیکن معاف کیجیے گا ' آپ اپنے مـذهبي رنگ میں پالیٹکس کو بهي خلط ملط کر دیتے هیں اور اسطرح ملادیتے هیں که پہچان مشـکل هو جاتي ہے - میں سـمجهتا هوں که میري طرح الهـلال کے صدها ناظرین کو بهي یه خلجان پریشان کرتا هوگا - پس آپکو چاهئے که سب سے پہلے آپ اپني پالیسي کي تشـریح کردیں اور کم از کم پولیٹکل تعلیم کو مـذهبي تعلیم سے الگ کرکے صاف صاف بتلادیں که آپ قوم کو کس راه لیجانا چاهتے هیں ؟ ایک راسته تو وه ہے جسـپر آجتـک چلتے رهے - دوسـرا راسـته اعتدال پسند هندؤں کا ہے جو برٹش شہنشاهي کو قایم رکهـکے اپنے حقوق طلب کرتے هیں - تیسري جماعت آن هندي انارکسٹوں کي ہے جو بم کے گولے اور ریوالور چلا کر بهارت ماتا کو اجنبیوں سے خالي کرنا چاهتے هیں - براه کرم آپ بتلا دیں که آپ کس جماعت میں هیں اور کس کے ساتهه همکو کهڑا کرنا چاهتے هیں ؟ ... ... اس وقت هم یا تو آپ کا سـاتهه دینگے اور یا مذهبي تعلیم میں تو شریک رهیں گے اور اور صیغوں سے الگ هو جائیں گے ... ... میرا مقصد یه ہے که مجهے نہیں معلوم کسقدر دقتیں اُٹهاکر ایک ایسا بڑا کام شروع کیا ہے آپکي صـداقت اور خلوص نیت میں بهي شـک نہیں اور علم و فضل ' علي الخصوص مذهبي معلومات کا درجه تو میري تعریف سے بهي بلند ہے - یه چیزیں همیشه هماري بد قسمت قوم کو میسر نہیں آتیں ' ایسـا نہو که خدانخواسته یه تمام قوتیں ضائع جائیں اور قوم آپکي قابلیتوں سے محروم هو جاے .... "

همارا اراده تها که سب سے پہلے الهـلال کے مقاصد پر ایک جامع سلسله مضمون شروع کرینگے ' اور ایک مرتب صورت میں بتلادیں گے که همارے سفر کے حدود و مقاصد کیا کیا هیں ؟ لیکن بعض مسائل درمیان میں ایسے آگئے جنپر بے اختیار قلم کو حرکت هوئي اور تمہید سے پہلے اصل کتاب شـروع کردیني پڑي - لیکن هم اپنے مکرم دوست کے شکر گذار هیں که انهوں نے اس ضروري سوال کو چهیڑدیا -

* * *

انهوں نے جن الفـاظ میں میرے مذهبي افکار و تحریرات کي تعریف کي ہے ' یه انکا بزرگانه حسن ظن ہے ' لیکن بلا شائبۂ انکسار عرض کرتا هوں که اسکي اهلیت کسي طرح اپنے اندر نہیں پاتا - ممکن ہے که مذهبي باتیں تهوڑي بہت مجهے معلوم هوں ' لیکن قران کریم کے معارف تو اتنے ارزاں نہیں ' جسکو میں اپني حرف شناسي دیکر خرید سـکوں - میں تو انکے خـط میں اپني نسبت ایسے الفاظ دیکهکر بے اختیار کانپ اُٹها - اگر اسکے حقائق و اسـرار کے فہم کیلئے عربي داني کي ضرورت هوتي ' تو میں عربي کچهه نه کچهه سمجهه لیتـا هوں - اگر مذهبي معلـومات کي ضرورت هوتي ' تو انکے حاصل کرنے کي کوشش کرتا - اگر کتب تفاسیر کے مطالعے کي ضرورت هوتي تو کتابوں کي میرے پاس کمي نه تهي - لیکن اسکے لئے یه تمام باتیں بیکار هیں - یہاں پهلي شرط (اتقا) اور (تزکیۂ قلب) ہے ' اور سـاري محرومي اسمیں ہے که اسي سے محروم هوں - جو دل زاد تقوی سے محروم ' اور هواے نفساني و آلایش دنیا پرستي میں گرفتار ہے ' وه ایک لحمه کیلئے بهي قران کے حقائق و معارف کا تجلي گاه نہیں بن سکتا - علم و فضل اسکے لئے بالکل بیکار ہے ' اور ذهن و دماغ کو یہاں کوئي نہیں پوچهتا : ذلک فضل الله یوتیه من یشاء -

از منطق و حکمت نکشاید در محبوب
اینها همـه ارایش افسانۂ عشق است

یقین فرمائیے که جو کچهه عرض کررها هوں بالکل سچ ہے - قران کے اسـرار و معـارف میں ایک غیر متقي انسان کیلئے کوئي حـصه نہیں ' گو وه علم و فضل کے تمام مدارج طے کرلے - انصاف فرمائیے که جب حالت یه هو ' تو پهر میري اس مقام میں کیا هستي ہے ؟

* * *

انکے خط میں کئي باتیں قابل غور هیں :

(۱) پولیٹکل مباحث مذهبي تعلیم سے الگ هونے چاهئیں -

(۲) هندوستان میں اس وقت جو پولیٹکل گروه موجود هیں انمیں سے الهـلال کس کا ساتهه دیتا ہے ؟

(۱)

امر اول کي نسبت گذارش هے که یه تو جناب نے اُس بنیادي اصول کو چهیڑدیا ' جسپر هم (الهلال) کي پوري عمارت کهڑي کرني چاهتے هیں - آپ کهیں که محراب خوشنما نهیں تو ممکن هے که هم بدلدیں' لیکن اگر آپکي خواهش هو که بنیاد کا پتهر بدل دیاجاے تو معاف فرمائیے' اسکي تعمیل سے مجبور هیں - انساني اعمال کي خواه کوئي شاخ هو' هم تو اُسے مذهب هي کي نظر سے دیکهتے هیں - همارے پاس اگر کچهه هے تو صرف قران هي هے - اسکے سوا هم اور کچهه نهیں جانتے - ساري دنیا کي طرف سے هماري آنکهیں بند هیں' اور تمام آوازوں سے کان بهرے هیں - اگر دیکهنے کیلئے روشني کي ضرورت هے' تو یقین کیجئے که همارے پاس تو (سراج منیر) کي بخشي هوئي ایک هي (روشني) هے' اس سے هٹا دیجئےگا تو بالکل اندهے هوجائیں گے :

کتاب انزلناه الیك لتخرج	قرآن ایک کتاب هے جو تم پر نازل
الناس من الظلمات	کي گئي' اسلئے که انسان کو تاریکي
الی النور (۱۴ : ۱)	سے نکالے اور روشني میں لاے -

آپ فرماتے هیں که پولیٹکل مباحث کو مذهبي رنگ سے الگ کردیجئیے' لیکن اگر الگ کردیں تو همارے پاس باقي کیا رهجاتا هے ؟ هم نے تو اپنے پولیٹکل خیالات بهي مذهب هي سے سیکهے هیں - وه مذهبي رنگ هي میں نهیں' بلکه مذهب کے پیدا کیے هوے هیں' هم اُنهیں مذهب سے کیونکر الگ کردیں ؟ همارے عقیدے میں تر هر وه خیال' جو (قرآن) کے سوا اور کسي تعلیم گاه سے حاصل کیا گیا هو' ایک کفر صریح هے اور پالیٹکس بهي اسي میں داخل هے - افسوس هے که آپ حضرات نے (اسلام) کو کبهي بهي اسکي اصلي عظمت میں نهیں دیکها : ما قدروا الله حق قدره - ورنه اپني پولیٹکل پالیسي کیلئے نه تو گورنمنٹ کے دروازے پر جهکنا پڑتا ' اور نه هندؤں کے اقتدا کرنے کي ضرورت پیش آتي - اُسي سے سب کچهه سیکهتے' جسکي بدولت تمام دنیا کو آپنے سب کچهه سکهلایا تها - (اسلام) انسان کیلئے ایک جامع اور اکمل قانون لیکر آیا ' اور انساني اعمال کا کوئي مناقشه ایسا نهیں جسکے لئے وه حکم نهو - وه اپني توحید تعلیم میں نهایت غیور هے' اور کبهي پسند نهیں کرتا که اسکي چوکهٹ پر جهکنے والے کسي دوسرے دروازے کے سائل بنیں - مسلمانوں کي اخلاقي زندگي هو یا علمي' سیاسي هو یا معاشرتي' دیني هو یا دنیاوي' حاکمانه هو یا محکومانه ؛ وه هر زندگي کے لئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکهتا هے - اگر ایسا نه هوتا تو وه دنیا کا آخري اور عالمگیر مذهب نه هوسکتا - وه خدا کي آواز' اور اسکي تعلیم گاه خدا کا حلقۂ درس هے - جس نے خدا کے هاتهه پر هاتهه رکهدیا وه پهر کسي انساني دستگیري کا محتاج نهیں - یهي وجه هے که (قرآن) نے هر جگه اپنے تئیں امام مبین' حق الیقین' نورٌ وکتابٌ مبین' تبیاناً لکل شيً' بصائر للناس' هادي واهدي الی السبیل' جامع اضراب و امثال' بلاغ للناس' حاوي

بحر و بر' اور اسي طرح کے ناموں سے یاد کیا هے - اکثر موقعوں پر کها که وه ایک روشني هے' اور روشني جب نکلتي هے تو هر طرح کي تاریکي دور هوجاتي هے' خواه مذهبي گمراهیوں کي هو خواه سیاسي :

قدجاءکم من الله	بیشک تمهارے پاس الله کي طرف سے
نور وکتاب مبین	روشني اور هر بات کو بیان کرنے والي کتاب
یهدي به الله من	آئي هے - الله اسکے ذریعے سلامتي کے راستوں
التبع رضوانه سبل	پر هدایت کرتا هے اسکي' جو اُسکي رضا
السلام' ویخرجهم من	چاهتا هے اور اُسکو هر طرح کي گمراهي
الظلمات الی النور	کي تاریکي سے نکالکر هدایت کي روشني
ویهدیهم الی صراط	میں لاتا اور صراط المستقیم پر
المستقیم (۵ : ۱۸)	چلاتا هے -

دنیا میں کونسي کتاب هے جس نے خود اپني زبان سے اپني نسبت ایسے عظیم الشان دعوے کیے هوں ؟ اس آیت میں صاف صاف بتلادیا هے که قرآن مجید روشنی هے' اور روشني هے تو تمام انساني اعمال کي تاریکیاں صرف اُسي سے دور هوسکتي هیں - پهر کها که وه هر بات کو کهلے کهلے طور پر بیان کردینے والي هے' اور انساني اعمال کي کوئي شاخ ایسي نهیں' جسکے لئے اسکے اندر کوئي فیصله نهو - اس تکرے کي تائید دوسري جگه کردي که :

ولقد جئناهم بکتاب	بیشک هم نے انکو کتاب دي ' جسکو
فصلناه علي علم' هدي	هم نے علم کے ساتهه مفصل کردیا هے
ورحمة لقوم یومنون	وه هدایت بخش اور رحمت هے ارباب
(۷ : ۵)	ایمان کیلئے -

اسکے بعد پهلي آیت میں قرآن کو " سبل السلام " کیلئے هادي بتلایا که وه تمام سلامتي کي راهوں کي طرف رهنمائي کرتي هے' اور اگر آپکے سامنے پولیٹکل اعمال کي بهي کوئي راه هے تو کوئي وجه نهیں که اسکي سلامتي آپکو قرآن سے نه ملے - پهر کها که وه انسان کو تمام گمراهیوں کي تاریکي سے نکالکر هدایت کي روشني میں لاتي هے' اور هم دیکهه رهے هیں که هماري پولیٹکل گمراهیاں صرف اسلئے هیں که هم نے قرآن کے دستِ رهنما کو ابتک اپنا هاتهه سپرد نهیں کیا ' ورنه تاریکي کي جگه آج همارے چاروں طرف روشني هوتي - آخر میں کهدیا که وه " صراط المستقیم " پر لیجانے والي هے اور " صراط المستقیم " کي اصطلاح قرآن کي زبان میں ایسي جامع و مانع هے' که ساري دنیا اسي کے اندر سمجهئے -

افسوس هے که یه طول بیاني کا موقعه نهیں ورنه اس بحث نے سینکڑوں آیتیں دماغ کے سامنے کردي هیں' ایک جگه فرمایا :

انزلنا علیک الکتاب	(اے پیغمبر) هم نے تجهپر کتاب
تبیاناً لکل شي وهدی	اتاري جو هر چیز کو کهول کهول کر بیان
ورحمة لقوم یومنون	کردینے والي هے اور نیز هدایت بخش
(۱۶ : ۱۹)	اور رحمت هے صاحبان ایمان کیلئے

(سورۂ یوسف) کے آخري رکوع میں فرمایا :

وما کان حدیثاً یفتراى به	قرآن کوئي بنائي هوي بات نهیں هے

ولکن تصدیق الذي بین یدیه و تفصیل کل شي وهدی ورحمة لقوم یومنون (۱۲ : ۱۱۱)

بلکه جو صداقتیں اس سے پہلے کي موجود هیں انکي تصدیق کرتا هے اور اسمیں ارباب ایمان کیلئے هر چیز کا تفصیلي بیان اور هدایت اور رحمت هے

ایک اور جگه ارشاد هوا :

ولقد ضربنا للناس في هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون (۳۹ : ۲۹)

هم نے انسان کے سمجھانے کیلئے اس قران میں سب طرح کي مثالیں بیان کردیں تاکه لوگ نصیحت حاصل کریں -

ان آیات میں قرآن کا دعوا بالکل صاف هے - وه هر طرح کي تعلیمات کیلئے اپنے تئین ایک کامل معلم ظاهر کرتا هے - پھر اسکي تعلیم صاف اور غیر پیچیده هے' بشرطیکه اسپر تدبر اور تفکر کیا جاے :

الحمد لله الذي انزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا (۱۸ : ۱)

تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے هیں جسنے اپنے بندے پر قران اتارا اور اسمیں کسي طرح کي پیچیدگي نه رکھي -

بس یه کیونکر ممکن هے که اسکے پیرو اپني زندگي کے ایک ضروري شعبے یعنے سیاسي اعمال کیلئے دوسروں کے دروازوں کے سائل بنیں' حالانکه خود قرآن انکے پاس ایک حَکَم اور ایک امام مبین هے -

و کل شي احصیناه في امام مبین (۳۶ : ۱۱)

اور هرشے کو هم نے اس کتاب واضح (قران) میں جمع کردیا هے

دوسري جگه اسکو تمام امور کیلئے قول فیصل بیان کیا :

انه لقول فصل وما هو بالهزل (۸۶ : ۱۳)

بیشک یه قرآن ایک قول فیصل هے تمام اختلافات و اعمال کے لئے - وه کوئي بے معني اور فضول بات نهیں -

مسلمانوں کي ساري مصیبتیں صرف اس غفلت کا نتیجه هیں که انهوں نے اس الهي تعلیم کو چھوڑدیا' اور سمجھنے لگے که صرف روزه و نماز کے مسائل کیلئے اسکي طرف نظر اٹھانے کي ضرورت هے ورنه اپنے تعلیمي تمدني اور سیاسي اعمال سے اسے کیا سروکار ؟ لیکن وه جسقدر قرآن سے دور هوے گئے اتنا هی تمام دنیا ان سے دور هوتي گئي اور جس راه میں قدم اٹھایا گمراهي کي ظلمت سے دو چار هوے - اس وقت کي پیشین گوئي پہلے هي قرآن نے کردي تھي :

وقال الرسول یارب ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا (۲۵ : ۴۳)

قیامت کے دن رسول الله عرض کرینگے که خدایا میري امت نے اس قران کو هذیان سمجھا (اور اسپر عمل نهیں کیا)

هم نهیں سمجھتے که بر نزول قرآن کے وقت مشرکین مکه اس سے اعراض و اغماض کرتے تھے سو انمیں اس سے زیاده کیا تمرد اور سرکشي تھي' جتني آج صدیوں سے تمام مسلمانان عالم' اور انکا هر طبقه' خواه وه مدعیان ریاست دیني کا هو' یا مسند نشینان تخت دنیوی کا' به استغنا کررها هے ؟ وه اگر قرآن کي تلاوت کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے یا کعبے کے اندر شور مچاتے اور تالیاں پیٹتے تھے که اسکي آواز کسي کے سننے میں نه آئے' تو آج خود مسلمان کانوں کي جگه دلوں کو بند کئے هوے هیں' اور شور مچانے کي جگه گو خاموش هیں

مگر انکے نفس نے انساني هنگاموں کا ایسا غل مچا دیا هے' که خدا کي آواز کسي کے کان میں نهیں پڑتي :

واذا قرات القران جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون بالاخرة حجابا مستورا وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفي آذانهم وقرا' واذا ذکرت ربک في القرآن وحده ولوا علی ادبارهم نفورا (۱۷ : ۸۴)

اے پیغمبر! جس وقت تم قرآن پڑھتے هو' هم تم میں اور ان لوگوں میں جنهیں آخرت کا یقین نهیں ایک چھپادینے والا پردا ڈال دیتے هیں - نیز انکے دلوں پر غلاف ڈالدیتے هیں تا که قرآن سمجھه نه سکیں' اور انکے کانوں میں گراني پیدا کردیتے هیں تا که سن نه سکیں -

پس اگر آپکو یه خلجان پریشان کئے هوے هے تو افسوس هے که هم اسے دور نهیں کرسکتے - اگر هم کو اپنے مقاصد کے بالتفصیل بیان کرنے کي مهلت نهیں ملي تو مضائقه نهیں' وه نهایت مختصر لفظوں میں بھي آج سنائے جاسکتے هیں - هم بالاختصار عرض کردیتے هیں که الهلال کا مقصد اصلي اسکے سوا اور کچھه نهیں هے که وه مسلمانوں کو انکے تمام اعمال و معتقدات میں صرف کتاب الله اور سنت رسول الله پر عمل کرنے کي دعوت دیتا هے اور خواه تعلیمي مسائل هوں' خواه تمدني - سیاسي هوں' خواه اور کچھه - وه هرجگه مسلمانوں کو صرف مسلمان دیکھنا چاهتا هے - اسکي صدا صرف یهي هے که تعالوا ! الی کلمة سواء بیننا وبینکم (۳ : ۵۷) اُس کتاب الله کي طرف آو' جو هم اور تم' دونوں میں مشترک هے' اور جس سے کسي کو اعتقاداً انکار نهیں' مگر عملاً یه حال هے که :

الذین قالوا امنا بافواههم ولم تومن قلوبهم (۵ : ۴۵)

انهوں نے زبانسے تو کهدیا که هم ایمان لاے هیں' لیکن انکے دلوں میں ایمان نهیں -

خدا تم کو اپنے کلام کے آگے سر بلند کرتا هے ؛ تم کیوں اس سے گردن موڑ کر انسانوں کے آگے ذلیلانه سر جھکاتے هو؟ اسکے سوا (الهلال) کي کوئي تعلیم اور کوئي مقصد نهیں : ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحا' وقال انني من المسلمین (۳۴ : ۴۱) [اور اس سے بهتر کس کي بات هوسکتي هے جو خدا کي طرف دعوت دے اور عمل اچھے کرے اور کهے که میں مسلمان هوں]

(۲)

آپکا دوسرا سوال یه هے که هندوستان میں پولیٹکل خیالات کے تین راستے موجود هیں' (الهلال) کس راه پر قوم کو چلانا چاهتا هے ؟ پھر آپنے انکو گنوا بھي دیا هے - لیکن افسوس هے که آپ ایک چوتھي راه کو بالکل بھول گئے - یه تین راستے تو آج آپکے سامنے نمودار هوے هیں' مگر وه چوتھي راه تو وه قدیمي راه هے' جسپر چلکر هزاروں هستیاں منزل مقصود تک پهنچ چکي هیں - آسمان و زمین کے خاطر نے جس وقت انسانوں کو آنکھیں دیکھنے کیلئے عطا فرمائیں اسي وقت اسکے سامنے یه راه بھي کھولدي تھي - (آدم) نے اسپر قدم رکھا'

اور (نوح) نے پتھروں کی بارش میں اسکا وعظ کہا - ابراہیم نے اسی کی نشانی کیلئے قربانگاہ بنائی' اور (اسماعیل) نے اسکے لئے اینٹیں چنیں - (یوسف) نے مصر کے قید خانے میں جب ایک ساتھی نے پوچھا تو اُسی راہ کی اُس نے رہنمائی کی' اور (موسی) جب وادی ایمن میں روشنی کیلئے بیقرار ہوا تو اسی راہ کی تجلی ایک سبز درخت کے اندر نظر آئی - (گلیل) کا اسرائیلی وعظ جب یروشلم کے قریب ایک پہاڑ پر چڑھا تو اسکی نظر اُسی راہ پر تھی - اور پھر جب خداوند (سعیر) سے چمکا اور (فاران) کی چوٹیوں پر نمودار ہوا تو وہی راہ تھی جسکی طرف اُس نے دنیا کو دعوت دی :

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسے ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه (۴۲ : ۱۱) 13

اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ ٹھہرایا ہے جسپر چلنے کا اُس نے نوح کو حکم دیا اور اے پیغمبر وہی تمہاری طرف اتارا گیا اور اُسی کا ہم نے ابراہیم اور موسی اور عیسی کو حکم دیا کہ اس دین کے راستے کو قائم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا -

یہی وہ راہ ہے' جسکی نسبت (یوسف صدیق) نے قید خانۂ مصر میں یہ کہکر اپنا وعظ ختم کیا تھا کہ :

ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون (۱۲ : ۴۱) -

یہی سیدھا راستہ ہے' مگر بہت ہیں جو نہیں جانتے -

اور جسکی نسبت (داعی اسلام) کو حکم ہوا تھا کہ کہدے :

هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی (۱۲:۱۰۸)

میرا راستہ یہ ہے - تم سب کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں - میں' اور جو لوگ میرے پیرو ہیں سب عقل و بصیرت کے ساتھ اسی دین کے راستے پر ہیں -

الحمدللہ کہ ہم " ومن اتبعنی " کے زمرے میں داخل ہیں اور اسی لئے جناب کی قرار دی ہوئی ان تینوں انسانی راہوں سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے' بلکہ اسی چوتھی راہ الہی کی طرف دعوت دیتے ہیں - یہ (قرآن) کی بتلائی ہوئی راہ صراط المستقیم ہے' اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اپنے کسی عمل و اعتقاد کیلئے بھی اس کتاب کے سوا کسی دوسری جماعت یا تعلیم کو اپنا رہنما بنائے' وہ مسلم نہیں' بلکہ (شرک فی صفات اللہ) کی طرح (شرک فی صفات القرآن) کا مجرم' اور اسلئے (مشرک) ہے : والحمد لله الذی هدانا لهذا' وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله (۷ : ۴۲)

مسلمانوں کے سامنے خود انکی پولیٹکل راہ موجود ہے

اپ پوچھتے ہیں کہ " آجکل ہندؤں کے دو پولیٹکل گروہ موجود ہیں' ان میں سے آپ کن کے ساتھ ہیں؟" گذارش ہے کہ ہم کسی کے ساتھ نہیں بلکہ صرف خدا کے ساتھ ہیں - اسلام اس سے بہت ارفع و اعلے ہے کہ اسکے پیروؤں کو اپنی پولیٹکل پالیسی قائم کرنے کیلئے ہندؤں کی پیروی کرنی پڑے - مسلمانوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی شرم انگیز سوال نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسرونکی پولیٹکل تعلیموں کے آگے جھک کر چلنا راستہ پیدا کریں - انکو کسی جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں' وہ خود دنیا کو اپنی جماعت میں شامل کرنے والے اور اپنی راہ پر چلانے والے ہیں' اور صدیوں تک چلا چکے ہیں - وہ خدا کے سامنے کھڑے ہوجائیں تو ساری دنیا انکے آگے کھڑی ہوجائیگی - انکا خود اپنا راستہ موجود ہے - راہ کی تلاش میں کیوں اوروں کے دروازوں پر بھٹکتے پھریں؟ خدا انکو سر بلند کرتا ہے تو وہ کیوں اپنے سروں کو جھکاتے ہیں؟ وہ خدا کی جماعت ہیں اور خدا کی غیرت (والغیرة من شان حضرة الربوبیة) اسکو کبھی گوارا نہیں کرسکتی کہ اسکی چوکھٹ پر جھکنے والوں کے سر غیروں کے آگے بھی جھکیں : ان الله لایغفران یشرک به ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (۴ : ۲۱۷)

مگر وہ راہ کس طرف لیجانا چاہتی ہے؟

پس (الہلال) کی اور تمام چیزوں کی طرح پالیٹکس میں بھی یہی دعوت ہے کہ نہ تو گورنمنٹ پر بیجا اعتماد کیجئے اور نہ ہندؤں کے حلقۂ درس میں شریک ہوجئے' صرف اس راہ پر چلئے جو اسلام کی بتلائی ہوئی صراط المستقیم ہے -

(۱) اسلام کا اساس اولین اصولِ توحید ہے - وہ سکھلاتا ہے کہ صرف خدا کو مانو! اور صرف خدا کے آگے جھکو! اُسی سے مدد مانگنی چاہئے اور اُسی کی اعانت پر اعتماد کرنا چاہئے (ایاک نعبد و ایاک نستعین) جسطرح خدا کی ذات کو ایک ماننا توحید میں داخل ہے' اسی طرح اسکی صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا جزو توحید ہے - پس خدا کے سوا کوئی نہیں جسکا حکم انتہائی حکم ہو' کوئی نہیں جو عاجزی و تذلل کا مستحق ہو' کوئی نہیں جسکی جبروت و عظمت کے آگے چون و چرا کی گنجائش نہو' اور کوئی نہیں جو ڈرنے اور خوف کرنے کے لائق ہستی ہو -

(۲) اللہ تعالے نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا اور دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی' پس اپنے درجے کو ہر مسلمان محسوس کرے اور افسردگی' بے ہمتی' خوف و مرعوبیت کی جگہ اپنے اندر بلندی' خود داری' طاقت و استحکام پیدا کرے -

(۳) خدا تعالے نے مسلمانوں کو ایک عادلانہ قوت قرار دیا اور فرمایا کہ (جعلناکم امة وسطا) کہ انکا ہر کام عدل و اعتدال پر مبنی ہوگا' پس مسلمانوں کو ہر موقعہ پر میانہ روی اور اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہئے -

(۴) مسلمان دنیا میں صلح و امن کا پیام ہیں' انہوں نے تلوار بھی اٹھائی ہے تو صلح کی حمایت میں - پس فتنۂ و فساد اگر اوروں کیلئے معیوب و جرم ہے' تو انکے لئے تو معصیت اور فسق ہے - دنیا میں جن قوموں نے فتنۂ و فساد کو اختیار کیا وہ قہر الہی سے مغضوب و مردود ہوگئے -

(۵) قرآن انکو سکھلاتا ہے کہ

تعاونوا علی البر — ایک دوسرے کي مدد کرو نیکي
والتقوی ولا تعاونوا — اور پرهیزگاري کے کاموں کیلئے ' گناہ
علی الاثم والعدوان — و فساد کیلئے نہیں -

وہ دنیا میں خدا کے پاس اس امر کے ذمہ دار هیں کہ نیکي کي حفاظت کریں اور فساد کو روکیں ' پس هر اچھي بات کرنے والونکے وہ مددگار هوں خواہ وہ گورنمنت هو یا کوئي اور قوم -

(۶) قرآن انتظام عالم کیلئے ضروري سمجھتا ہے کہ شخصي استیلاء و اقتدار کي مخالفت کرے ' اسکي تعلیم یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئي نہیں جو انسانوں کو محض اپني رائے اور خواهش کے بنائے هوے احکام کي تعمیل پر مجبور کرنے کا حق رکھتا هو :

ما کان لبشر ان یوتیه — یہ حق کسي بشر کو نہیں پہنچتا
اللہ الکتاب والحکم — کہ اللہ تعالی اُسے کتاب اور عقل
والنبوة ثم یقول — اور حکم اور نبوت عطا کرے اور وہ
للناس کونوا عباداً لي — لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر
من دون اللہ (۳:۷۳) — میري بندگي کرو

جس چیز کا اختیار انبیاء کرام کو نہیں ' اسکا حق کسي دنیوي طاقت و حکومت کو بھي نہیں ملسکتا - البتہ وہ ملت اور جماعت کے اندر اپني عقل کو مخفي بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ (ید اللہ علی الجماعه) اللہ کا هاتھہ جماعت پر ہے ' پس اسکے نزدیک وهي حکومت جائز هوسکتي ہے جو شخصي نہو بلکہ کسي ملت اور قوم کے هاتھہ میں هو - اسي بنا پر اُسنے مشورے کا حکم دیا :

وامرهم شوری بینهم — اور انکو حکم دیا کہ آپس میں
(۴۲ : ۳۶) — مشورہ کرکے تمام کام انجام دیں
و شاورهم فی الامر — اے پیغمبر تمام امور و معاملات کو
(۳۳ : ۲۹) — مشورے کے ساتھہ انجام دیا کرو -

پس مسلمانوں کا فرض هونا چاهئے کہ وہ جائز ازادي کے حصول کیلئے کوشش کریں اور پارلیمنٹري حکومت انہیں جب تک نہ ملجاے اپنے اصول مذهبي کي خاطر چین نہ لیں -

یہ اصول هیں جنسے هم اپني پولیٹکل پالیسي طیار کرسکتے هیں اور جسکے لئے همیں نہ تو ماڈریٹ هندؤں کي کاسہ لیسي کي ضرورت ہے نہ اکسٹریمسٹ کي - اگر هم ایسا کریں تو ایک اعتدال پسند ' مگر بے خوف جماعت هونگے ' اور هم سے کسي فریق کو ضرر اور نقصان کا خوف نہوگا - هم بالکل اپنے مذهبي اصول کے مطابق ملک کي ملکي ترقي اور آزادي کے لئے سعي کرینگے لیکن هماري سعي فتنہ و فساد اور شورش و بغاوت سے بالکل پاک هوگي - قرآن نے همکو سکھلایا ہے کہ : لاتفسدوا في الارض بعد اصلاحها [امن کے بعد زمین پر فساد نہ پھیلاؤ] برٹش گورنمنٹ نے یقیناً همکو امن دیا ہے اور اس امن میں هم آزادي کے ساتھہ اپنے مذهبي فرائض انجام دیتے هیں ' پس اب باغیانہ شر و فساد اور مفسدانہ قانون شکني اصلاح کے بعد زمین کو آلودۂ فساد کرنا هوگا ' اور یہ یقیناً خدا کا جرم اور عصیان ہے - قرآن کي یہ تعلیم ہے کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان پس جو لوگ ملک میں فساد پھیلاتے هوں ' خواہ وہ هندو انارکسٹ هوں یا جرائم پیشہ جماعتیں ' همارا فرض هونا چاهئے کہ انسے دوري ڈھونڈھیں اور بن پڑے تو انکے دفعیے کیلئے کوشش کریں -

گورنمنت کو هم سے مطمئن رهنا چاهے '

گورنمنت کو بھي یاد رکھنا چاهئے کہ اگر هم مسلمان سچے مسلمان هوجائیں تو جسقدر اپنے نفس کیلئے مفید هوں ' اتنا هي گورنمنت کیلئے ' نیز اُسي قدر اپنے همسایوں کیلئے - اسکو بھولنا نہیں چاهئے کہ اگر هم سچے مسلمان هوں تو همارے هاتھہ میں قرآن هوگا ' اور جو هاتھہ قرآن سے رکا هوا هو وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا - البتہ یہ بھي سمجھہ لینا چاهئے کہ اسلام نے هم کو آزادي بخشنے اور آزادي کے حاصل کرنے ' دونوں کي تعلیم دي ہے - هم جب حاکم تھے تو هم نے آزادي دي تھي ' اور اب هم محکوم هیں تو وهي چیز طلب کرتے هیں - هم خدا کي مرضي اسي میں یقین کرتے هیں کہ قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیا جاے ' اور یورپ خود اسي اصول پر کار بند هوکر آزاد هوچکا ہے - هم انگلستان سے آج اُسي شے کے طالب هیں ' جس شے کیلئے وہ خود کل تک بیقرار تھا -

بیشک اگر اسلام کي بتلائي هوئي پالیٹکس کي راہ همارے سامنے هوگي تو هم ایک طاقتور گروہ هونگے ' بیخوف هونگے ' اظہار حق میں بے باک هونگے ' کیونکہ هم خدا کے سوا کسي سے نہیں ڈرتے ' لیکن اسلام هي کے بتلاے هوے اصولوں کي وجہ سے قانون اور حکومت بھي هماري طرف سے بے خطر هوگي - چونکہ هماري راہ صاف اور غیر مشتبہ هوگي اسلئے هماري نیت اور هماري زبان بھي ایک هوگي - هم جوش میں بھي آئیں گے ' لیکن همارا جوش اور ایجي ٹیشن قانون اور امن کے حدود کے اندر هوگا ' کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ فساد مت کرو - ابتک مسلمانوں کے جو پیشوا قوم کو چپ اور غافل رکھنے کي سعي کرتے رہے ' وہ اندر هي اندر پھوڑے کو پکانے اور راکھہ کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاهتے تھے ' لیکن اگر هم اس راہ پر آئے تو همارے زخم دل پر نہیں ' بلکہ کھلے هوے چہرے پر هونگے ' هماري خواهشوں اور شکایتوں کے پھوڑے اندر پک کر امن کے جسم کو نقصان نہیں پہنچائیں گے ' بلکہ ٹوٹ کر بہہ جائیں گے - هم شور ضرور مچائیں گے ' مگر پھر دل میں کچھہ باقي نہ رہے گا - فریاد ضرور کرینگے مگر اندر شکایتوں کي آگ کو نہیں پالیں گے - پس گورنمنت کي بھي مصلحت یہي ہے کہ هم کو مسلمان بننے کیلئے چھوڑ دے ' کیونکہ مسلمان هونے کے بعد هم اپنے نفس کیلئے اور نیز تمام عالم کیلئے یکساں طور پر مفید هستي هوسکتے هیں -

* * *

یہ الہلال کي پالیسي ہے ' اور یہي دعوت ہے جسکي طرف هم مسلمانوں کو بلانا چاهتے هیں ' یہ کسي انساني دماغ کي اختراع نہیں '

اور نہ کسی انسانی گروہ کا اتباع و تقلید ہے ' بلکہ اس رب العالمین نے - جس نے کتاب و حکمت اور عدل و میزان کے ساتھہ اپنے رسول کو دنیا میں بھیجا - یہ راہ ہمارے سامنے کھولدی ہے - وہ اگر توفیق بخشے تو اسکی دی ہوئی زندگی کو اسی دعوت حق میں ختم کردینا چاہتے ہیں - نہ کسی سے جنگ ہے ' نہ کسی سے مناقشہ - نہ صلہ کی توقع ' اور نہ داد کی امید - اس راہ کے (داعی کریم) کو جو حکم دیا گیا تھا وہ ہمارے سامنے موجود ہے :

فادع ' واستقم کما امرت	(اے پیغمبر) تو انکو دعوت دے " اور
ولاتتبع اھواءھم '	جو حکم دیا گیا ہے اسپر قائم ہو جا "
قل امنت بما انزل اللہ	انکی خواہشوں پر نہ چل ' اور انکو کہدے
من کتاب ' وامرت	کہ تمام اتری ہوئی کتابوں پر میرا ایمان
لاعدل بینکم ' اللہ ربنا	ہے اور مجکو حکم ملا ہے کہ عدل کروں '
وربکم ' لنا اعمالنا ولکم	وہی اللہ ہمارا اور تمہارا " دونوں کا پروردگار
اعمالکم ' لاحجۃ بیننا	ہے ہمارا عمل ہمارے لئے اور تمہارا عمل
وبینکم ' اللہ یجمع	تمہارے لئے جھگڑنے کی کوئی بات
بیننا والیہ المصیر	نہیں " اللہ ہم سب کو ایک جا جمع کریگا
(١٤ : ٤٢)	اور سب کو اسی کی طرف جانا ہے -

اگر (مسلم لیگ) مسلمانوں کی پولیٹکل راہنمائی کرنا چاہتی ہے تو اسکو یہی راہ اختیار کرنی چاہئے : واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم -

---

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

—*—

ایڈیٹر کامریڈ کی چٹھی

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الہلال -

جناب من — جناب والا مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق پیشتر ہی بہت کچھہ لکھہ چکے ہیں اور گذشتہ نمبر یعنی ٢٥ - اگست کے پرچے میں بھی اِس اہم مضمون پر آنجناب نے خامہ فرسائی فرمائی ہے - نہ صرف بہ حیثیت ایک ایڈیٹر کے بلکہ بہ حیثیت ایک فرد قوم ہونے کے بھی جناب والا کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار فرماتے رہیں اور یہ حق آپ جیسے اہل الرائے کیلئے فرض کے درجے تک پہنچ جاتا ہے - اس کے تسلیم کرنے کے بعد اتنا عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق مجھے آنجناب کی بعض رایوں سے اختلاف ہے اور گو اس موقعہ پر اس اختلاف کی تشریح کو میں چنداں ضروری نہیں سمجھتا البتہ آنجناب کے ایک خاص اظہار راے کے متعلق جسکا اثر منجملہ چند دیگر افراد قوم کے مجھپر بھی پڑتا ہے مجھے یہ چند سطور لکھنا پڑیں - اور امید ہے کہ الہلال کے ایک گوشے میں ان کو بھی فخر طبع نصیب ہوگا -

٢٥ - اگست کے پرچے میں " نشۂ شام کی نصف شب " کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل شایع ہوا ہے جسمیں جناب نے ١٣ - جولائی سنہ ١٩١١ کو مسلمانان ہند کے لئے اُتنی ہی قابل یادگار تاریخ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے جتنی فرانس کے لئے ١٨ جولائی سنہ ١٧٨٩ اور انگلستان کے لئے ٢ جون سنہ ١٦٤٩ قابل یادگار تاریخیں تھیں - افسوس ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ ١٣ - جولائی سنہ ١٩١١ کو کیا اہم واقعہ مسلمانان ہند کو پیش آیا کہ اس تاریخ کو " نغمۂ شادی " نہیں تو " نوحۂ غم " ہی سے تعبیر دیکر ہمیں یاد رکھنا چاہئے - پھر آنجناب فرماتے ہیں کہ " ١٢ دسمبر کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ٣١ - جولائی سنہ ١٩١١ کی نمودار ہوئی " چونکہ ١٢ - دسمبر کی خصوصیت اوپر کے فقرے میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ تقسیم بنگال کی تنسیخ کا اسی دن حکم سنایا گیا اسلئے ضرور ہے کہ مراد ١٢ - دسمبر سنہ ١٩١١ سے ہو - اگر ١٣ - جولائی اس فقرے کے عنوان میں سہو کاتب یا اس ' دور آہنی ' میں سہو کمپوزیٹری سے ٣١ جولائی کی جگہ چھپ گیا ہے " تب بھی سمجھہ میں نہیں آتا کہ سنہ ١٩١١ میں ٣١ جولائی کی تاریخ ١٢ دسمبر کے کچھہ دن بعد کیونکر نمودار ہوئی واللہ اعلم بالصواب -

بہرحال تاریخ ١٣ ہو یا ٣١ - جولائی کسی سال میں دسمبر کے پیشتر آے یا بعد' جس تاریخ کو آنجناب انقلاب فرانس وانگلستان کی تاریخوں کیطرح قابل یادگار تصور فرماتے ہیں اسکے متعلق آنجناب نے جو کچھہ تشریح کی ہے وہ اسقدر ہے کہ اسدن مسٹر (اب سر ہار کورٹ) بٹلر نے ایک تحریر مسلم یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے صدر کے نام ارسال فرمائی تھی - چونکہ اس تحریر کے متعلق آنجناب کو پے درپے غلط فہمیاں واقع ہوئی ہیں اور انہیں پر جناب کی روانی عبارت کا دار و مدار ہے اسلئے مناسب ہے کہ اس تحریر کے بارے میں آنجناب نے جو کچھہ ارقام فرمایا ہے وہ ناظرین کے پیش نظر رہے - آں جناب تحریر فرماتے ہیں کہ :

" یہی وہ یادگار تاریخ ہے جس نے گویا ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے بڑی ' جد وجہد اور ہمارے وقت اور مال کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کا فیصلہ کردیا تھا - مگر حکمراں کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا اور برابر یہی چیختی رہی کہ روپیہ لاؤ روپیہ لاؤ ' کیونکہ اسکے سوا اور کوئی رکاوٹ درپیش نہیں واللہ یعلم انہم لکاذبون - اِنمیں کا ہر فرد ہر واقف کار شخص کی طرح خوب جانتا تھا کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے آہنی پنجے میں دبی ہوئی نہ ہو نہ ملی ہے نہ مل سکیگی - اور پھر قراین اور حالات سے بڑھکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کہدیا تھا کہ شرط آخری یہ ہے کہ جز وکل ہمارے ہاتھہ میں محفوظ رہیگا ' لیکن باوجود اس کے پریس کمیونک (کمیونکے) کی اشاعت تک انمیں کا ہر شخص دانستہ دس کروڑ مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اور صرف اسلئے کہ افشاے راز کے بعد چاندی سونے کی لگاتار بارش جو ہو رہی ہے بند ہو جائیگی - کسی کا لب نہ کھلا کہ سماے شملہ کا شدید القوی جو وحی اسپر نازل کر رہا ہے اسکو اپنی مظلوم امت تک بھی پہنچادے - صرف ایک نواب وقار الملک کا سچا اور مومن قلب تھا جو اِن فریب کاریوں کا متحمل نہ ہوسکا اور علی گڈہ کے علائق کی ظلمت اُسکے نور ایمان پر غالب نہ آسکی " -

آنجناب کي تحرير ميں مفصله ذيل امور فيصله طلب هيں :—

(۱) کيا مسٹر بٹلر کي تحرير مورخه ۳۱ - جولائي سنه ۱۹۱۱ نے کسي طور پر مسلم يونيورسٹي کا فيصله کرديا تها ؟

(۲) کيا مسٹر بٹلر نے " صاف صاف لفظوں ميں " کهديا تها که " شرط آخري يه هے که جز و کل همارے هاتهه ميں محفوظ رهيگا " ؟

(۳) کيا " حکمراں کميٹي نے " (جس سے مراد غالبا کانسٹي ٹيوشن کميٹي هے) " تمام قوم کو اس سے بے خبر رکها " ؟

(۴) کيا يه سچ هے که اِس کميٹي کا " هر شخص دانسته دس کروڑ مسلمانوں کو دهوکا ديتارها اسلئے که افشاے راز کے بعد چاندي سونے کي لگاتار بارش جو هو رهي هے بند هوجايگي ؟

(۵) کيا يه سچ هے که اس تحرير کے متعلق نواب وقار الملک نے کميٹي کے اور ممبروں سے مختلف کوئي راسته اختيار کيا اور اُن کا " سچا اور مومن قلب ان فريب کاريوں کا متحمل نه هو سکا " ؟

پشيتر اس کے که ان امور سے بحث کيجاے اتنا عرض کر دنيا ضروري هے که مجهے آنجناب کي تحرير کے کسي دوسرے حصے سے اسوقت بحث نهيں' جو کچهه جناب والا نے ۳۱ جولائي کي تحرير کے متعلق ارشاد فرمايا هے اور جو کچهه نتائج اخذ کئے هيں اسوقت وهي معرض بحث ميں هيں اور اگر آنجناب ميري ناچيز تحرير کے متعلق کچهه ارقام فرمائيں تو اميد هے که اپنے آرٹيکل کے اسي حصے اور متذکرهٔ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائينگے -

امر اول کي نسبت گذارش هے کے مسٹر بٹلر کي ۳۱ - جولائي سنه ۱۹۱۱ کي چٹهي ميں صرف اسي امر کے فيصلے کا اعلان تها که " گورنمنت هند اور حضور ملک معظم کے وزير هند يونيورسٹي کا قائم هونا منظور فرمائينگے " يونيورسٹي کے دستور العمل کي تفصيلات (جيسا که سر هارکورٹ بٹلر اپني تحرير مورخه ۹ - اگست سنه ۱۹۱۲ - ميں خود فرماتے هيں) وزير هند کي خدمت ميں اسوقت پيش بهي نهيں هوئي تهيں - نه معلوم آنجناب نے اس فيصلے سے کيونکر نتيجه نکال ليا که اسکے اعلان کي تاريخ نے " همارے موجوده دور زندگي کي سب سے بڑي جد و جهد اور همارے وقت و مال کي سب سے زياده قيمتي جز کا فيصله کرديا تها - " ظاهر هے که يه تحرير يا تو آنجناب کي نظر سے نهيں گذري يا سهو هوگي - اسلئے يه امر بديهي هے که آنجناب نے جو نتايج آج اِس سے اخذ کئے هيں وه محض اُس ايک فقرے کي غلط فهمي پر مبني هيں جو سر هارکورٹ بٹلر کي حال کي تحرير ميں دهراياگيا - اور جسے آنجناب نے اپنے آرٹيکل ميں درج فرماکر ۳۱ جولائي سنه ۱۹۱۱ کي اهميت کے متعلق يه کچهه لکها هے -

امر دوم کے متعلق عرض هے که مسٹر بٹلر کي ۳۱ جولائي سنه ۱۹۱۱ کي تمام تحرير ميں ايک جمله بهي ايسا نهيں جس سے اشارتاً بهي پايا جاتا هو که " جز و کل همارے هاتهه ميں محفوظ رهيگا " - سواے خدا کے علم غيب کسي کو نهيں اور ممبران کميٹي کے پاس سواے مسٹر بٹلر کي تحرير کے " صاف صاف لفظوں کے " دوسرا ذريعه اسرار نهاني کے دريافت کرنيکا نه تها - جيسا امر اول کے متعلق عرض کيا جاچکا هے آنجناب کو اس فقرے کے سمجهنے ميں غلط فهمي هوئي جسميں وزير هند کے " اختيارات کامل کو محفوظ رکهنے " کي نسبت تحرير هے - اسکو آنجناب غالباً مسلم يونيورسٹي ميں گورنمنت کے " اختيارات کامل کي حفاظت " سمجهے - دراصل مسٹر بٹلر نے اُسوقت صرف اتنا هي لکها تها که يونيورسٹي کے دستور العمل کي تفصيلات کے متعلق وزير هند نے ابهي کوئي راے نهيں دي هے کيونکه في الحقيقت اسوقت تک مسوده دستور العمل انکي خدمت ميں ارسال بهي نهيں هوا تها - اور اسي لئے وزير هند اسکيم کے هر اک جزو کے متعلق راے دهي کے کامل حق کو محفوظ رکهتے هيں -

امر سوم کے متعلق گذارش هے که کانسٹي ٹيوشن کميٹي نے اس تحرير کے مقابلے ميں اوس بخل سے هرگز کام نهيں ليا جسکا تذکره آنجناب نے نهايت شد و مد سے اپنے خاص اور اچهوتے پيرايے ميں فرمايا هے بلکه اُس " وحي " کو جو نعوذ بالله من ذالک (سماے شمله) کے (شديد القوي) نے انپر نازل کي تهي هر فرد قوم تک اسي وقت پهنچاديا - ظاهر هے که جو تحرير نه صرف کامريڈ اور تمام ديگر انگريزي اخبارات ميں شائع هوچکي هے بلکه جسکا ترجمه متعدد اردو اخبارات ميں چهپ چکا هے ' اڈيٹر الهلال کي نظر دور اس کے دايرے ميں يا تو اب تک داخل نهيں هوئي يا وهاں سے جلد نکلکر وقف طاق نسيان هوگئي - مگر واقعه يه هے که منجمله ديگر اخبارات کے ۹ - اگست سنه ۱۹۱۱ نے علي گڈه انسٹي ٹيوٹ گزٹ ميں يه تحرير معه ترجمے کے چهپ چکي هے اور "امت مظلوم" اور اسکے علماے صغار و کبار (کانبياے بني اسرائيل) کو شمله کي " وحي " کے متعلق شکايت کي مطلق گنجايش نهيں -

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

امر چهارم کي نسبت عرض هے که اگر هم سب لوگ جو کانسٹي ٹيوشن کميٹي کے ممبر هيں بقول آپ کے کاذب هيں اور سات کروڑ (آپکي مردم شماري ميں دس کروڑ) مسلمانوں کو دهوکا ديتے هے تو تعجب هے که آنجناب جيسے باخبر اور واقف کار مسلمان کو کس طرح اُنهيں دهوکا کهانے ديا - گو مسلمان مئے عرفان سے تائب هوچکے هوں مگر يه کيونکر ممکن تها که ساقي کي ترغيب کا اثر کچهه نه هو -

ميں اور بزم مے سے يوں تشنه کام آؤں
گر ميں نے کي تهي توبه ساقي کو کيا هوا تها

مانا که الهلال افق عالم پر اسوقت تک نمودار نه هوا تها مگر آزادي کے بدر کامل کو يهه کيسا گهن لگا تها که آج کامل ايک سال بعد ظلمت علي گڈه پر نور ايمان غالب آيا هے - ۳۱ جولائي کي تحرير ۹ - اگست سنه ۱۹۱۱ تک شايع هوچکي تهي مگر آنجناب اسپر بهي قوم کي پنچايت ميں هم بيچاروں کو ۲۵ - اگست

سنه ١٩١٢ کو سزا دلوانا چاهتے هیں که هم سال بهر تک دهوکا دیتے رهے اور لطف یه هے که چونکه آپ با خدا هیں اسلئے خدا سے بهي گواهي دلواتے هیں که هم لوگ دروغ گو هیں -

امر آخر کے متعلق عرض هے که جو کچهه آنجناب نے نواب وقار الملک بهادر کي ستایش فرمائي هے نواب موصوف اس کے اور اُس سے زاید کے مستحق هیں لیکن علي گڈه کے " علایق" انکا دامن اسطرح پکڑے هوے هیں که ان جیسے " سچے اور مومن قلب والے " کا " نور ایمان " بهي " علي گڈه کے علایق کي ظلمت ' پر غالب نه آسکا " اور کمیٹي کے هر کاذب اور دهوکے باز ممبر کي طرح نواب صاحب قبله بهي ان فریب کاریوں کے نه صرف متحمل هي هوسکے بلکه بقول آپ کے سب سے زیادہ رهي " چیختے رهے که روپیه لاو روپیه لاو کیونکه اس کے سوا اور کوئي رکاوٹ در پیش نهیں " -

جب مسٹر بٹلر کي یه تحریر انسٹي ٹیوٹ گزٹ میں شایع هوئي تو اُسي کي پیشاني پر نواب صاحب قبله کي بهي ایک تحریر شایع هوئي جسمیں درج تها که - " نهایت خوشي اور شکریے اور مبارک بادي کے ساتهه ذیل میں آنریبل مسٹر بٹلر بالقابه کا هدایت نامه (جو جناب ممدوح نے آنریبل سر راجه محمد علي محمد خان صاحب بهادر کے - سي - آئي - اے - اوف محمود آباد پریسیڈنٹ مسلم یونیورسیٹي کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے نام ٣١ جولائي سنه ١٩١١ ع کو شملے سے تحریر فرمایا هے) درج کیا جاتا هے اس کو پڑهکر یقین هے که مسلمانوں کا هر فرد قوم گورنمنٹ کا بدل شکر گذار هوگا اور جن صاحبوں کو اس بات کا انتظار تها که گورنمنٹ اوف انڈیا ایک جداگانه قومي یونیورسیٹي کے قایم کرنے پر رضامند هوگي یا نهیں ' وه اب پورے اطمینان کے ساتهه همه تن اس بات کے لئے کوشاں هونگے که جس قدر جلد ممکن هو اس کام کے لئے روپیه فراهم کریں .... باقي تفصیلات هیں جو بعد کو طے هوتي رهینگي معاملے کا تمامتر نچوڑ اور دار و مدار (جیسا که آنریبل مسٹر بٹلر کے مراسلے میں صاف طور پر تحریر هے اور جیسا کہ اس سے پیشتر بار بار ظاهر کیا جا چکا هے) محض کافي روپے کے وصول هونے پر هے "

آنجناب نے صرف سر هارکورٹ بٹلر کي ٩ - اگست سنه ١٩١٢ کي تحریر کا ترجمه علي گڈه انسٹي ٹیوٹ گزٹ میں پڑها اور اسمیں جو فقره ٣١ - جولائي سنه ١٩١١ کے مراسلے سے ماخوذ تها اسکي غلط تاویل فرما کر بلا غور و فکر اور بے تامل پچاس ساٹهه مسلمانوں کو کاذب اور فریبي ٹهیرا دیا اور (آگے آیت) کلام الهي سے اپنے فتوی کي تصدیق بهي حسب معمول فرمادي شاید ظن مومن کي یهي تعریف هو! مگر یه مسایل مذهبي هیں اور میں محض سگ دنیا - البته اتنا ضرور عرض کرونگا که یه طریقه اخبار نویسي خواه لکهنے والے کے لئے کتنا هي دل خوش کن اور عوام کے لئے کیسا هي دلچسپ کیوں نه هو جنپر سب و شتم کي بوچهار پڑتي هے اُن کے لئے ضرور بہت کچهه دل شکن هے - چونکه اس بار کي بوچهار میں میں بهي خشک دامن نه ره سکا اسلئے محض اپني ذاتي بچاؤ کي غرض سے نه که قومي مفاد کے خیال سے ان سطور کے لکهنے کي ضرورت پیش آئي -

یہاں تک تو صرف اُن واقعات سے استدلال کیا گیا هے جنکا علم هر پڑهے لکهے مسلمان کے لئے ممکن الحصول تها اور جنسے بهت سے پڑهے لکهے مسلمان واقف تهے اب اتنا اور عرض کرنا هے که کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے صدر کے پاس اونهیں مسٹر بٹلر کي ایک اور تحریر بهي اُسي ٣١ جولائي سنه ١٩١١ کي لکهي هوئي بصیغۂ راز آئي تهي اور اسي وجه سے وه آجتک عام طور پر شایع نهیں هوئي اور اسکا علم عام طور پر مسلمانوں کو نهیں - کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے ممبر هونیکي حیثیت سے اس تحریر اور ملفوفه نوٹ کي نقل میرے پاس بهي آئي تهي اور وه دونوں اسوقت میرے پیش نظر هیں - نوٹ میں اس کانفرنس کي مختصر روئیداد درج تهي جو مئي سنه ١٩١١ میں گورنمنٹ هند کے ممبروں اور کمیٹي کے ایک ڈپیوٹیشن کے درمیان هوئي تهي ' - اور اصل مراسلے میں اُن دو امور کا ذکر تها جنمیں گورنمنٹ هند نے کانفرنس کے بعد تغیر و تبدل کرنا چاها تها - الحاق کا مسئله اِن دو امور میں شامل نه تها اور کانفرنس کي روئیداد کے نوٹ میں اسکے متعلق صاف درج تها که بیروني درسگاهوں کا الحاق هوگا مگر الحاق کے وقت چانسلر کي منظوري لیني لازمي هوگي -

اب اس کے بعد بهي آنجناب کے نزدیک هم هي گالیوں کے مستحق هیں تو شوق سے گالیاں دیجئے :

بدم گفتي و خرسندم عفاک الله نکو گفتي
جواب تلخ مي زیبد لب لعل شکر خارا

لیجئے میں تو " سماے شمله " کے " شدید القوی " کي " وحي " کو اپني " مظلوم امت " تک پهنچاچکا - اب آپکي باري هے که اپني مجهول امت کے لئے اُسکي تفسیر فرمائیں تاکه اسکے بخوبي ذهن نشیں هوجائے که اگر گورنمنٹ نے ٣١ جولائي سنه ١٩١١ کو یونیورسٹي کے قایم هونے کو اصولاً علانیه منظور فرمایا اور بصیغۂ راز الحاق کو قایم رکهنے کي بهي اطلاع دے دي تو در اصل یهي مطلب تها که اُس نے " همارے موجوده دور زندگي کي سب سے بڑي جد و جهد اور همارے وقت و مال کي سب سے زیاده قیمتي چیز کا فیصله کردیا " - اور همارے لئے ٣١ جولائي سنه ١٩١١ کي تاریخ کو (یا ١٣ جولائي کو) جو ١٢ دسمبر سنه ١٩٢١ کے کچهه هي دنوں بعد نمودار هوئي تهي ایسا هي قابل یادگار بنادیا جیسا که فرانس کے انقلاب یا انگلستان کي بغاوت عظیم کي تاریخیں هیں -

کچهه هي سهي مگر آنجناب نے مضمون کا عنوان اچها سوچا تها - " نشۂ شام کي نصف شب " کي سرخي شان نزول کے لئے نهایت موزوں هوتي مگر ذرا قبل از وقت ثابت هوئي معلوم هوتا هے که رمضاني نے اصل وقت سے کچهه گهنٹے قبل هي یه کهکر چونکا دیا که :

زلفش به کمر رسیده باشد

نیاز مند محمد علي
(ایڈیٹر کامریڈ)

عـــرض حـــال

— * —

بیخود اس دور میں ھیں سب حاتم
اندنوں کیـــا شراب سـستي ھے

افسوس ھے کہ پچھلے نمبر میں ھم اپنے معحب عزیز وجلیل مسٹر محمد علي کي دلچسپ مراسلت درج نہ کر سکے - بدہ کے دن انھوں نے مراسلت لکھلي تھي لیکن علالت کي وجہ سے صاف نہو سکي اور جمعہ کي رات کو ملي ' اس وقت تک تمام اخبار کمپوز ھو چکا تھا اور صرف آخر کے دو تین صفحے باقي رھگئے تھے - مجبوراً اشاعت ملتوي کر دیني پڑي - اس تحریر کے اصل موضوع کي نسبت جو کچھ عرض کرنا تھا ھم پچھلي اشاعت میں عرض کرچکے ھیں لیکن ضمناً بہت سي باتیں ایسي آگئي ھیں جنکي نسبت مکرر کچھہ نہ کچھہ عرض کرنا ضروري ھے - انکي تحریر کا خلاصہ غالباً یہي امور ھیں

(۱) تمہیـد میں بعض حقائق ومعارف (علم الاعداد) اور (علم تقویم) کا انکشاف ' کہ (۳۱) اور (۱۳) باوجود اپنے اجزاے ترکیبي کے اتحاد کے مختلف عدد ھیں اور جب سن شمسي کے مہینے جنوري سے گننا شروع کیے جائیں تو جولائي ساتویں انگلي پر ' مگر دسمبر ضرور ھے کہ تعداد میں بارھویں پر آے ' پس جولائي مقدم ھے نہ کہ دسمبر -

(۲) انریبل سر بٹلر کي ۱۳ جولای والي چٹھي میں صرف یونیورسٹي کي منظوري کي اطلاع تھي ' یونیورسٹي کي تفصیلات سے اُسے کوئي تعلق نہ تھا پس وہ کوئي فیصلہ کن تحریر نہ تھي -

(۳) یہ تحریر پوشیدہ نہیں رکھي گئي بلکہ فوراً شائع ھوگئي -

(۴) جن لوگوں کو الزام دیا جاتا ھے کہ انھوں نے اصلیت سے قوم کو بے خبر رکھکر صرف روپیہ کے جمع کرنے پر زور دیا (نواب وقار الملک) بھي انمیں شامل ھیں -

امر اول کي نسبت تو کچھہ عرض کرنے کي گنجائش ھي نہیں ' سوا اسکے کہ ان حقائق کے انکشاف کیلئے اپنے دوست کے شکر گذار ھوں اور اپني غلطي کا اعتـراف کرکے آینـدہ انسے فائدہ اُٹھـانے کي سعي کریں -

البتہ امر دوم و سوم اصل موضوع بحث ھیں - ھمارے دوست لکھتے ھیں کہ : " افسوس ھے کہ مجھے یاد نہیں کہ ۳۱ جولائي کو کونسا اھم واقعہ پیش آیا کہ اُس تاریخ کو نغمہ شادي نہیں تو نوحۂ غم ھي سے تعبیر کرکے ھمیں یاد رکھنا چاھیئے ؟ "

ھمارے دوست کي سي حیراني تو نہیں ' مگر تھوڑي سے حیراني ھمیں بھي ھے کہ جس لیڈنگ ارٹیکل کا حوالہ دیکر وہ ۳۱ جولائي کي اس خصوصیت کو بیان کر رہے ھیں وہ الہلال کي کس اشاعت میں شائع ھوا ھے ؟ ۲۵ - اگست کے لیڈنگ ارٹیکل میں ھم نے بیشک ۱۳ - یا ۳۱ - جولائي کا تذکرہ کیا ھے لیکن نہ تو اسے انقلاب فرانس کي طرح یادگار ' اور نہ نغمۂ شادي کي جگہ نوحہ غم کا یاد آور بتلایا ھے - اس مضمون کا عنوان یہ تھا " مسلم یونیورسٹي اور اس ضمن میں چند متفرق خیالات " یہي وجہ ھے کہ درمیان میں رول دیکر چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھے گئے تھے اور انھیں کے مجموعے کو لیڈر کے صفحے میں درج کردیا تھا - ابتدا کے دو نوٹ جنکے اقتباسات ھمارے دوست نے دیے ھیں اگر متعلق ھوسکتے ھیں تو صرف تیسرے نوٹ کے ' جسمیں تنسخ تقسیم بنگال کا تذکرہ ھے - بیشک ھم ۱۲ - دسمبر کي تاریخ کو مسلمانان ھند کیلئے اور قوموں کي یادگاري تاریخوں سے کم اھم نہیں سمجھتے جو مسلمانوں کي پولیٹیکل خود کشي کو ھمیشہ یاد دلاتي رھے گي -

اسکے بعد ھم نے ۳۱ - جولائي کا ضرور ذکر کیا ھے اور جیسا کہ ھم لکھہ چکے ھیں سلسلۂ سخن کو قائم رکھنے کیلئے یہ ایک سہارا ضرور تھا ؛ لیکن کوئي ایسا سہارا نہیں جسکو نکال لیجئے گا تو ھم اپني جگہ پر قائم نہ رھسکیں گے - آپ صرف اس تاریخ کے پیچھے کیوں پڑگئے ھیں ' یہ تو ایک جزئي بحث ھے - اصل بحث تو وہ طرز عمل ھے جو کمیٹي نے ابتداے کار سے اختیار کیا اور روپیہ دینے والي قوم کو راز داري کي ظلمت میں رکھکر صرف گورنمنٹ سے اپني پر اسرار صحبتوں میں مصروف رھي - آپ فرماتے ھیں کہ یہ چٹھي فوراً شائع کردي گئي تھي - ھم تسلیم کرلیتے ھیں کہ خاص اس چھٹي کے اخفا کي نسبت ھم نے جو جملے لکھے تھے وہ صحیح نہ تھے ' لیکن اس سے کیا ھوتا ھے ؟ اصل بحث تو یہ ھے کہ کمیٹي نے ھمیشہ صرف روپیہ مانگا ' حالانکہ وہ جانتي تھي کہ جس یونیورسٹي کا قوم کو متوقع بنا رھي ھے اسکے لئے صرف روپیہ کا جمع کر لینا ھي کافي نہیں ھے - کیا یہ سچ نہیں ھے کہ کانسٹیٹوشن کي ترتیب میں برابر گورنمنٹ سے مشورہ کیا جاتا رھا ؟ مسودات اسکے پاس بھیجے جاتے رھے ' ایک ایک دفعہ کي نسبت گفت و شنید کے موقعہ پیش آئے ' لیکن قوم سے صرف روپیہ ھي کا تعلق رکھا ؟ پھر کیا اسکا سبب یہي نہیں تھا کہ افشاے حال کے بعد چاندي سونے کي بارش رک جائے گي ؟ آپ فرماتے ھیں کہ سب سے پہلے ستمبر میں عدم الحاق کا سوال اٹھایا گیا تھا ' لیکن جس وقت دھلي کانفرنس میں انریبل سر بٹلر کہہ رھے تھے کہ " روپیہ راجہ صاحب کے پاس جمع کرو اور یونیورسٹي لو ! " اس وقت تو کمیٹي کو معلوم ھو چکا تھا کہ صرف روپیہ ھي کافي نہیں ھے ' پھر کیا قوم پر یہ ظاھر کیا گیا ؟ مالکم کیف تحکمون ؟ ستمبر کے بعد کئي بار لوگوں کے کانوں میں عدم الحاق کے مسئلہ کي بھنک پڑي ' اور بعض اخبارات نے اس تذکرے کو چھیڑا بھي ' لیکن صدای زر طلبي کے ھنگامے نے کبھي اسکو آگے بڑھنے نہیں دیا اور ھمیشہ کوشش کي گئي کہ اسکے متعلق کوی صاف بات قوم کے سامنے نہ آجاے - تمام مسلمانوں کو گورنمنٹ کا شکر گذار ھونا چاھئے کہ اپنا فیصلہ سنا کر انکو ھشیار کردیا اور کمیٹي کو اور لیت و لعل کا موقعہ نہیں دیا ' ورنہ (بقول آپ کے) یونیورسٹي تو موجودہ صورت سے بھي بدتر حالت میں کب کي لي جا چکي ھوتي -

لیکن یونیورسٹي کي تمام بحث میں صرف ۳۱ جولای ھي پر

همارے دوست کي نظر کیوں ہے ؟ کیوں اسکي تخصیص و تحدید کا اس درجه شدید اهتمام هے که تمهید کي تصریح پربھي قناعت نه کرکے پھر اصل مضمون میں دوبارہ پیمایش کا فیته آپکے هاتهه میں نظر آتا هے اور اپنے دائرۂ بحث کیلئے ایک چھوٹا سا ٹکرا ناپ کر بتلا دیتے هیں که :

" پیشتر اس کے که ان امور سے بحث کیجاے اتنا عرض کردینا ضروري هے که مجھے آنجناب کي تحریر کے کسي دوسرے حصے سے اسوقت بحث نہیں - جو کچھه جناب والا نے ۳۱ جولائي کي تحریر کے متعلق ارشاد فرمایا هے اور جو کچھه نتایج اخذ کئے هیں اسوقت وهي معرض بحث میں هیں اور اگر آنجناب میري ناچیز تحریر کے متعلق کچھه ارقام فرمائیں تو امید هے که اپنے آرٹیکل کے اسي حصے اور متذکرۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرماینگے "

تمام بحث کمیٹي کے اُس طرز عمل پر هے جس نے (یونیورسٹي) کے مسئلے کو خود مختارانه طریقے سے انجام دینا چاها ' وه ایک سلسلۂ مضمون هے ' جسکے پیشتر بھي " بہت کچھه " لکھا جا چکا هے ' اور اُس سے همارے دوست کو " اختلاف " بھي هے ؛ لیکن باوجود اسکے وه اپنا پورا زور قلم و دماغ صرف اسي پر صرف کرتے هیں که ۳۱ جولائی کو کمیٹي نے چٹھي شائع کردي تھي - کیا اسکا یه مطلب تو نہیں ' که یونیورسٹي کي تمام بحث میں چونکه صرف یهي پہلو خامه فرسائي کیلئے ایک سہارا رکھتا تھا اسلئے اور پوري بحث کو تو غلط انداز نظر بھي نصیب نه هوئي مگر تمام غضب نگاهیوں کیلئے اِسي کو چن لیا گیا ؟

اگر قوي اعتراضوں میں سے صرف ایک ضعیف اعتراض هي کو لیکر جواب دیجئے گا ' تو ضرور هے که جواب کي تقویت کیلئے اعتراض کو بھي قوي دکھلانے کي کوشش کي جاے - همارے دوست نے بھي اپنے تئیں ایسي حالت میں چھوڑ دیا هے که انکي نسبت اس کوشش کا گمان کیا جاسکتا هے - وه تمام بحث میں سے صرف ۳۱ جولائي کے الزام هي پر خامه فرسائي کي گنجایش دیکھتے تھے ' اس لئے پوري بحث کي قوت کو اسي نقطے میں سمیٹنے کي کوشش فرمانے لگے ' مگر هم تو اس کوشش کو زیاده سودمند نہیں پاتے - اصل بحث صرف روپیه کي طلب ' اور قوم کے سامنے رازداري کا حجاب مستور ڈالنا هے - یه کیسي مفید بات هوتي اگر همارے دوست چند سطروں میں همیں اس غلطي پر متنبه کردیتے اور علي گڈه گزٹ کا حواله دیکر باقي تمام وقت اصل مبحث پر صرف کرتے - اگر ایسا هوتا تو شاید هماري اصلي غلطي بھي هم پر منکشف هوجاتي اور بحث کا خاتمه بھي هوجاتا - جنگ و مناقشه اور محض الزام و ادعا نہیں ' بلکه پچھلے سفر کا ماتم اور آینده راه کا تعین در پیش هے - هم بالکل سچ سچ عرض کرتے هیں که اپني اس غلطي کے علم کیلئے بھي آپکے شکر گذار هیں ' مگر ساتهه هي متاسف هیں که یه تنبیه اصل بحث کیلئے بے اثر هے ' اور جو گره پڑي تھي وه ابتک نہیں کھلي -

آپ کهتے هیں که آنریبل سر بٹلر کي چٹھي کوئي فیصله کن تحریر نه تھي - اسکي نسبت گذشته اشاعت میں هم عرض کرچکے هیں ' مکرر ملتمس هیں که همارے مقصد سے اتنا تجاهل تو نه کیجئے - جن تفصیلات کي نسبت حق راے دهي کے اختیارات کو وزیر هند نے محفوظ رکھا تھا یه وهي تو هیں جنکا استعمال آج آپکو ایسي جنس محبوب و مطلوب کي خریداري سے باز رکھتا هے اور اس " کالاے بد " کو لوٹا دینے هي کا فیصله کرلیا گیا هے - ایسي حالت میں آپکا نہیں بلکه آپکي اس قابلانه وکالت کے موکلوں کا تو یه فرض ضرور تھا که قوم کو صرف روپیه دینے هي کي دعوت نه دیتے -

رها (نواب وقار الملک) کا بھي روپیه کے جمع کرنے پر زور دینا - تو انصاف کیجئے که زیر بحث مضمون میں انکو کس لحاظ سے مستثنی کیا گیا هے اور جناب کس موقعه پر کمیٹي کي عام صف میں اُنھیں کھینچتے هیں ؟ نواب صاحب قبله کي نسبت هم نے جو کچھه لکھا تھا اسمیں انکي اُس تحریر کي صداقت کا اعتراف کیا تھا جو کمیٹي کے انعقاد سے پہلے انھوں نے شائع کي تھي اور جسکي اشاعت کے ساتهه هي غل مچ گیا تھا که اب لوگ اپني تھیلیوں کي بندش سخت کردینگے - همارا مقصود یه تھا که وه بالاخر متحمل نهوسکے ' اور اصل حقیقت سے پرده اٹھادیا - افسوس هے که جناب نے اسکي نسبت ایک حرف بھي نہیں کہا -

* * *

یہاں تک تو همارے دوست کي سنجیده بحث تھي ' لیکن اسکے علاوه انکي دلچسپ تحریر میں بہت سے لطائف و ظرائف بھي هیں اور اب سنجیده بحث سے اکتاکر همارا بھي جي چاهتا هے که کچھه دیر کیلئے مزاح و ظرافت سے ذائقه سخن کا مزه بدلدیں -

۳۱ جولائي کي چٹھي شائع کرنے کے ذکر کے بعد فرماتے هیں که - " امت مظلوم اور اسکے علماے صغار و کبار (کانبیاے بني اسرائیل) کو وحي شمله کے متعلق شکایت کي مطلق گنجایش نہیں " همارے دوست نے " کانبیاے بني اسرائیل " کي تشبیه خوب دي بیشک یه وحي تو پیغام بران شمله نے ضرور اپني زر بکف امت تک پهنچادي تھي ' مگر فرض ابلاغ سے سبکدوش هونے میں اتني جلدي نه کیجئے که اصلي مطالبه تو شمله کے (کوه طور) کے اُس راز و نیاز کا هے جو بالاخر " لن ترانی " کي صداے هوش افگن پر ختم هوئي - امت کي ساري حیراني اسمیں هے که (کوه سینا) کي چالیس راتوں کي جگهه (کوه شمله) کي عبادت گذاري اور اطاعت شعاري میں اپنے چالیس سال بسر کردیے - پھر بھي " رب ارني انظر الیک " کے جواب میں " ولکن انظر الی الجبل " هي کا جواب ملا ! ابتو یه حیراني یہاں تک بڑهگئي هے که خود آپکي شریعت کے " علماے صغار و کبار " بھي اس ترانے پر وجد کر رهے هیں -

عشق اگر مردست مردے تاب دیدار آورد
ورنه چون موسی بسے آورد و بسیار آورد

" دس کرور " کي مردم شماري بھي آپ هي لوگوں کے محکومۂ رقابت و مسابقت کي بتلائي هوئي هے - میري جانب تو اسے منسوب نه کیجئے - آپ لوگ جب هندؤں کے مقابلے میں اپني تعداد کو بڑها کر زیاده ملازمتیں یا کونسل میں نشستیں حاصل کرنا چاهتے هیں تو

نیچ قوموں کي تعداد کا بھي ایک اوسط لگا کر بے دریغ دس کروڑ تک اپنا وزن بڑھا لیتے ھیں -

اسکے بعد آپ پوچھتے ھیں که اگر یونیورسٹي قوم کو دھوکا دے رھي تھي تو اس وقت تم کہاں تھے ؟ بھائي ! کسي اعتراض کے جواب کیلئے یه کوئي دلیل تو نہیں ھو سکتي ' تعجب ھے که آپکے قلم سے یه سطور نکلے - آپنے اس موقعه پر (هلال) کے ضلع کو تو خوب نبھایا ' لیکن چند چیزیں شاید میرے لئے چھوڑدیں - اصل بات یه ھے که یونیورسٹي کے ھنگامے کا ابر غلیظ ایسا چھا گیا تھا که اگر آفتاب بھي نکلتا ' جب بھي تاریکي سے شکست ھي کھاني پڑتي - آپکو خود معلوم ھے که عین اس وقت جبکه یونیورسٹي کے نقارے پر جلد جلد چوبیں پڑرھي تھیں' آپ میں اور مجھه میں بارھا اسکا تذکرہ آیا اور کبھي میں نے اسے کوئي وقعت نہیں دي - رھا پبلک میں آواز بلند کرنا' تو یه اس وقت بالکل لا حاصل تھا - لوگوں کو اس درجه متوالا اور سرشار کردیا گیا تھا که اس طرح کي صداؤں سے کوئي ھشیاري پیدا نہیں ھوسکتي تھي' بیچارے (شیخ غلام محمد) مرحوم نے چند اعتراضات کیے تھے تو علي گڈہ گزٹ نے گالیاں دیں اور اپنے چہل ساله زر طلبانه لہجے میں لکھا که پہلے چندہ لاؤ' پھر اعتراض کرنا - (میر ممتاز علي) بار بار پوچھتے رھے که یونیورسٹي ھے کیا شے؟ مگر کسي نے جواب نہیں دیا' اور جواب دیتے کیونکر' جبکه اصل مقصد کو ان صداؤں سے کوئي خلل نہیں پہنچتا تھا - (شیخ غلام محمد) مرحوم نے اُسي زمانے میں ھمیں لکھا تھا که یونیورسٹي کي نسبت کچھه لکھو' مگر ھم نے لکھدیا که اس وقت لکھنے سے کوئي فائدہ نہیں ' عجب نہیں که بہت جلد حالات خود متغیر ھو جائیں - ھمارا یه خط دفتر وکیل میں اگر ڈھونڈھا جاے تو شاید اب بھي موجود ھو -

آپنے " آزادي کا بدرکامل " اگر محض (هلال) کا ضلع نبھانے کیلئے لکھا ھے تو اس زور عبارت سے خود بھي مزہ لیتا ھوں' لیکن اگر طنزاً ھے تو مزاح سے الگ ھوکر مجھسے کہنے دیجئے که آزادي اور آزاد بیاني کے درجے کو تو اپني بساط سے بہت بلند سمجھتا ھوں - اس منزل تک پہنچنے کیلئے جن قربانیوں اور خود فروشیوں کي ضرورت ھے وہ ھر کس و ناکس کو نصیب نہیں ھوسکتیں - میرے دل میں تو ایک لمحه کیلئے بھي اس دعوے کا خطرہ نہیں گذرا ' لیکن میري محرومي سے آزادي کي آواز دنیا سے معدوم نہیں ھوسکتي - اسکو مجھه میں نه ڈھونڈھیے ' البته اسکي آواز اٹھے تو کانوں کو بند بھي نه کیجئے !

منکر نتوان گشت اگر دم زنم از عشق
این نشه بمن گر نبود با دگرے هست

آپ متعجب ھیں که " ظن المومنین خیرا " کي کیا یہي تعریف ھے که کمیٹي کو ایسے سخت الزام دیے جائیں ؟ لیکن آپنے اسپر غور نہیں کیا که آخر حسن ظن کي کوئي حد بھي تو ھوني چاھئے - برسوں مسلمانوں نے اپنے لیڈروں کے ساتھه حسن ظن سے کام لیا لیکن اس حسن ظن کا جو نتیجه نکلا' وہ آپکے دل میں اور میري زباں پر ھے - اب تو کچھه دنوں سوء ظن ھي سے کام لینے دیجئے - آپنے " سگ دنیا " کے لقب کي ٹوپي خودھي اپنے سر اوڑھلي' حالانکه جن سروں کیلئے قطع کي گئي تھي انکو آپ مجھسے بہتر جانتے ھیں گو اب اُس طرف اشارہ نه کریں - حیران ھوں که آپکو کسي خیال میں اپنے سے مختلف نہیں پاتا لیکن پھر دیکھتا ھوں تو بہت دور ھوں - اصل بات یه ھے که جام تو آپکے ھاتھه میں بھي ھے مگر " فسق " کے الزام کیلئے میرا ھي وجود موزوں ھے :

لاله ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !

آپ لوگ عقلمند ھیں - سب کچھه جانتے ھیں' مگر بولتے ھیں تو مصلحت وقت' اقتضاے زمانه' مصالح قومي' اور معاني زھر آلود مگر الفاظ شہد نما کے ساتھه - لیکن ھم بد تمیز ھیں - بات کرنے کا سلیقه نہیں - بد زباں اور بے لگام - جو دل میں آتا ھے بے سونچے سمجھے منه سے نکال بیٹھتے ھیں - تمیز ھو تو زھر کھلا کر شہد کي داد لے لیں' سب کچھه کہه جائیں' مگر ھر دلعزیزي کو ٹھیس نه لگے -

آگے چلکر ارشاد ھوا ھے که " سب و شتم کا طریقۂ اخبار نویسي گو دل خوش کن ھو مگر جنپر بوچھار ھوتي ھے انکے لئے دلشکن ھے " لیکن یه تو مجھے بھي معلوم ھے که یه طریقه انکے لئے دلخوش کن نہیں بلکه دلشکن ھے' مگر تمام قوم کے دل ٹوٹے ھوے ھیں ' اب ذرا چھوڑ دیجئے که چند انسانوں کے دلوں کو بھی چوٹ لگے - اسکي زیادہ فکر نه کیجئے - رھي آپکي شمولیت تو آپکو اس گروہ میں ھم شامل ھي کب کرتے ھیں -

آپنے " امت مظلوم " کے مقابله میں " امت مجہول " کا مرکب توصیفي خوب ڈھونڈ نکالا ' لیکن میں تو جس امت میں ھوں؛ الحمد لله وہ مجہول نہیں بلکه تیرہ سو برس سے مشہور و معروف ھے -

آخر میں جناب نے عنوان مضمون " نشۂ شام کي نصف شب " کي داد دي ھے' لیکن اب میں خود تو اس عنوان کو قابل داد نہیں سمجھتا' کیونکه " نصف شب " کي جگه " صبح خمار " نظروں کے سامنے دیکھه رھا ھوں - البته " زلفش به کمر رسیدہ " کا مصرعه جناب نے اچھا یاد دلا دیا ' اگرچه یونیورسٹي کمیٹي کي رازداري کي زلف نیم شبي کمر تک نہیں' بلکه اب تو صبح تک کي جمع شدہ شبنم میں بھیگ رھي ھے -

---

جناب ممدوح نے الهلال کي پچھلي اشاعت کے مضمون کا جواب بھي بھیجدیا ھے' مگر افسوس ھے که اس نمبر کے تمام صفحے اسي بحث میں ضائع ھوچکے ھیں - اب اور گنجایش نہیں' انشاء الله آیندہ نمبر میں درج کردي جاےگي -

---

عربي
فارسي اور اردو ٹائپ کي
اعلے ترین چھپائي کیلیے
[illegible]
مستعد
ہے

نامورانِ غزوۂ طرابلس

نامور قہرمان مدافعۂ ملی

ادھم پاشا کمانڈر طبروق

— * —

" اٹلی نے اسلام کا ایک چھوٹا سا افریقی علاقہ لینا چاہا تھا ' مگر فی الحقیقت اس نے اسلام کو سب کچھ دیدیا " یہ پُر واقعات جملہ تھا ' جو (ادھم پاشا) نے (الحق) ازمیر کے نامہ نگار سے کہا -

انہوں نے کہا کہ " آپ غور کیجئے کہ پچھلی صدی ہم پر کیسی افسردہ گذری ؟ ہم جو دنیا سے لینا ہی جانتے تھے ' اس تمام مدت میں صرف دیتے ہی رہے - جن سر زمینوں کو جانبازان اسلام نے اپنی خون کی قیمت دیکر خریدا تھا ' وہ ہم نے غیروں کو ایک نگاہ قہر پر دیدی - ہمارے سپاہیانہ جذبات افسردہ ہوگئے تھے - ہمارا عالمگیر رشتۂ اتحاد ٹوٹ گیا تھا - وطنی جانفروشی اور ملی شرف و وقار کے تحفظ کا جوش جسمیں ہم ایک ہزار برس تک پاسے تھے ' اب روز بروز ہم میں مفقود ہو رہا تھا ' طبیعتیں بجھہ گئی تھیں ' اور ہمتیں پست ہوگئی تھیں - کریمیا ' پلیونا ' اور یونان کے میدانوں میں ضرور ہمکو جانا پڑا ' لیکن وہ محض حکومت کے تحفظ کا سوال ' اور سپاہیوں کا افسروں کے حکم کی تعمیل کرنا تھا ' کوئی ملی جذبہ اور وطنی جوش نہ تھا ' لیکن (جنگ طرابلس) نے ظاہر ہوکر یکایک ہمکو بیدار کردیا ' یہ ایک خدا کا پیام تھا جسکی آواز سے کوئی کان غافل نہیں رہا - یہ ملی زندگی کی ایک آگ تھی ' جس نے بھڑک کر ہمارے ہر سرد جذبے میں حرارت پیدا کردی - اگر غافل قوموں کو ہشیار کرنے کیلئے جنگ و قتال ایسی ہی مفید شے ہے ' جیسی یہ جنگ طرابلس ؛ تو یقین کیجئے کہ میں امن پر جنگ کو ترجیح دینے سے نہیں شرماتا - خونریزی سے بڑھکر دنیا میں کوئی زندگی بخش شے نہیں - (اٹلی) کا حملہ ہمارے لئے ایک پیغام زندگی تھا ' اور اب - جبکہ دنیا میں زندہ رہنے کی امید ہم کھوکر پھر پاچکے ہیں - آرزو کرتے ہیں کہ یہ جنگ کبھی بھی ختم نہو — "

پھر انہوں نے اپنی حالت کی طرف توجہ دلائی ' اور کہا :

" آپ دیکھتے ہیں کہ میری عمر ساٹھہ سال سے متجاوز ہے ' میرا وطن اصلی (حلب) ہے ' اور خالص عربی النسل ہوں ' ابتدا سے فوجی زندگی اختیار کی اور ساری جوانی اسمیں بسر کرکے اب پنشن لی تھی اور آخری ایام حیات وطن میں بسر کر رہا تھا ' لیکن جونہی اٹلی کے حملے کی خبر سنی ' بیقرار و مضطر ہوگیا - حکومت کو خبر بھی نہ دی - ایک عام والنٹیر کی حیثیت سے چل نکلا - الحمد اللہ کہ خدا نے میری سعی مشکور فرمائی ' اور سات ماہ تک خدمت وطن و ملت میں مصروف رہا - اب بھی اس سر زمین محبوب کو نہ چھوڑتا ' لیکن افسوس ہے کہ میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہوگیا ' میں نے دیکھا کہ اب میرا قیام وہاں پوری طرح مفید نہ ہوگا ' علاج کیلئے مصر آیا تھا ' اور اب (حلب) جا رہا ہوں - لیکن جب ضرورت ہوگی انشاءاللہ پھر میدان جہاد میں اپنے تئیں حاضر کر دونگا -

انصاف کیجئے کہ ایک پنشنر اور ساٹھہ سال کے بوڑھے سپاہی کیلئے ' جو اب اپنے اہل و عیال میں رہکر آخری ایام حیات بسر کرنا چاہتا ہو ' کونسی چیز تھی ' جس نے سب کچھہ چھڑاکر اُسکو میدان جہاد میں پہنچا دیا ؟ کیا ایسے جذباتِ اشرف و اقدس ہمکو پہلے بھی نصیب ہوتے تھے ؟ مبحہپر کیا موقوف ہے ؟ اس وقت طرابلس میں جسقدر عثمانی مجاہد موجود ہیں ' اِن میں ایک بھی ایسا نہیں جسکو حکومت نے بھیجا ہو یا محض ملازمت اور فوجی فرض کے خیال نے پہنچایا ہو - سب کے سب والنٹیر ہیں جنہوں نے خود ہی اپنے تئیں اس خدمت کیلئے منتخب کیا ' اور خود ہی تمام مصائب راہ گوارا کرکے وہاں تک پہنچ گئے - صرف فوجی زندگی کے عادی اشخاص ہی نہیں ہیں ' بلکہ تحقیق کیجئے گا تو انمیں بہت سے ارباب قلم نکلیں گے ' بہت سے مدرسوں کے حجروں میں بیٹھنے والے طالب علم ملینگے - پچاسوں ملکی عہدیدار ہونگے جو جنگ کی خبر سنتے ہی اپنی اپنی جگہ سے چل کھڑے ہوے اور آج ایک معجزہ نما فوجی گروہ کی صورت میں دنیا کو اپنے محیر العقول کارناموں سے مبہوت کر رہے ہیں -

ایسے موقعے قدرت ہمیشہ نہیں دیتی - یاد رکھئے کہ اگر اسلام کو ابھی دنیا میں زندہ رہنا ہے تو جنگ طرابلس اسکے نئے دور حیات کا یوم پیدائش ہے "

کارزار طرابلس

مصر اور قسطنطنیہ کی ڈاک کا خلاصہ

— * —

حالات جنگ بدستور ہیں، مگر خاموشی بڑھتی جاتی ہے - چھوٹے چھوٹے بے اثر واقعات کے سوا کوئی اہم واقعہ سننے میں نہیں آتا - بنغازی میں اتالین کیمپ کا بڑا حصہ متعدی امراض کی شدت سے ہلاک ہوچکا ہے - فوجی تمرد اور سرکشی کے واقعات سے کوئی دن خالی نہیں جاتا - (مصرطہ) کے قبضے کی خبر جو پچھلے دنوں روما سے شائع کی گئی تھی، ویسی ہی غلط تھی، جیسی روما کی خبرونکو ہونا چاہئے - اس ہفتے کی عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ (مصرطہ) کے متصل مجاہدین کی ایک طاقتور جماعت مقیم ہوگئی ہے -

اتالین درندونکا غول، جو شہر کے عربوں کو اپنے اندر لیے ہوے جارہا ہے، تاکہ ساحلی میدانوں میں جمع کرکے گولیوں سے ہلاک کردے

باقاعدہ طور پر تمام معاملات پر غور و بحث کرتی ہیں - اور پھر پوری جمعیۃ خاطر کے ساتھہ انکو انجام دیتی ہیں -

---

صلح کی افواہیں گذشتہ ہفتوں میں اڑتی رہی ہیں - اب ریوٹر کی تار برقی ہے کہ عارضی طور پر یہ تحریک ملتوی ہوگئی، اسلئے کہ اٹلی نے بعض ایسی بحثیں چھیڑ دی ہیں جن پر باب عالی کو غور کرنا پڑیگا، تاہم سرکاری حلقوں میں وثوق کے ساتھہ یقین کیا جاتا ہے کہ قرار داد امید افزا ہے -

لیکن ترکی کا سرکاری حلقہ تو اس سے بالکل منکر ہے -

روما کی خبریں ابتک بدستور ظاہر کر رہی ہیں کہ دنیا کے تسخیر کی ہمیں خبر نہیں !

اتالین کیمپ سے کبھی کبھی ہوائی جہاز اڑ کر تھوڑی دیر کیلئے فضا میں نمودار ہوجاتے ہیں، مگر عثمانی کیمپ میں جونہی انگلیاں اوٹھتی ہیں، معاً پرواز کا رخ عقب کی طرف ہو جاتا ہے - ۱۵ - اگست کو ایک ہوائی جہاز نے چند گولونکے پھینکنے کی کوشش کی مگر عثمانی کیمپ کی توپوں نے مہلت نہ دی -

---

(الحق) کا نامہ نگار درنہ سے لکھتا ہے : "عثمانی کیمپ بدستور نہایت امن و سکون کی حالت میں ہے، دشمنونکی بزدلی اور نامردی کا افسانہ کہتے کہتے ہم تھک گئے، اور اب آور کہاں تک بیان کریں، حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے اور سمجھہ میں نہیں آتا کہ ایک قوم کیوں اپنے تئیں بیکار ہلاک کرانے کیلئے اڑ گئی ہے ؟

غازی (انور پاشا) آجکل کی فرصت کو بالکل تعلیمی اور انتظامی تدبیرات میں صرف کر رہے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ صحراے افریقہ میں بیسویں صدی کی ایک باقاعدہ جمہوری حکومت قائم ہوگئی ہے، جسکا کوی صیغہ بھی معطل نہیں، اور (انور پاشا) اس جمہوریت کا پرسیڈنٹ ہے - انتظامی امور کی ہر شاخ کیلئے عرب قبایل اور افسران عثمانی کی مشترک مجلسیں قائم ہیں جو بالکل

---

۵ - کی تار برقی میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے طرابلس و طبروق کے ساحلی خط تک قبضہ کر کے لڑائی کا پہلا مرحلہ طے کر لیا ہے - اب حکومت کا ارادہ ہے کہ اندرون ملک کی جانب متوجہ ہو، اسلئے فوج کا ایک حصہ خاص طرابلس، اور ایک حصہ سارانیکا میں خود مختارانہ طور پر متعین کیا جاے گا -

اندرون ملک میں بڑھنے کا ارادہ آج ہی نہیں بلکہ روز اول سے ہے، لیکن جو نتائج اس ارادے کو ابتک نصیب ہوے ہیں، وہی آیندہ بھی نصیب ہونگے -

---

جنرل (کنیوا) کو اب بلا لیا جاےگا اور اسکی جگہ لفٹننٹ جنرل (ریگنی) متعین کئے جائیں گے - اندرون ملک میں بڑھنے کی مہم شاید اب انکے ہاتھوں انجام کو پہنچے، مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جو جنگی جہاز ساحل طرابلس پر کھڑے ہیں، انکو کسی طرح ریگستان میں تیرا کر لیجانے کی ترکیب پیدا کی جاے-

---

براہ کرم خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف صاف لکھا کیجئے بہت سے خطوط بغیر تعمیل کے پڑے ہیں کیونکہ انکا پتہ ٹھیک پڑھا نہیں جاتا !

منیجر

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.